Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 65

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly
BADAR Qadian

شمارہ 9

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

23-جمادی الاوّل 1437 ہجری قمری   3/امان 1395 ہجری شمسی   3/مارچ 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔ حضور انور نے 26/فروری 2016 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اِس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے

میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

مَیں اِس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اُس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوّتِ جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اُس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اُس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مَرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اُس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اُس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کُفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ اُن کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا۔ اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلّیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کے لئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اِسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا بیٹا ہے اور عیسیٰ ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا، اگر عیسائی لوگ اِسی حد تک کھڑے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں، ایسا ہی عیسیٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پُکارا گیا ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پُکارا گیا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں بہت ہیں۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہیں رہتا تب اُسی فنا کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں اُن کا وجود درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا یعنی اِن لوگوں کو کہہ کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دے گا۔ اب دیکھو اِس جگہ یَا عِبَادَ اللّٰہ کی جگہ یَا عِبَادِیۡ کہہ دیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے۔ مگر یہ استعارہ کے رنگ میں بولا گیا۔

ایسا ہی فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ اب ان تمام آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ٹھہرایا گیا مگر ظاہر ہے کہ وہ خدا کا ہاتھ نہیں ہے۔

ایسا ہی ایک جگہ فرمایا۔ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا پس تم خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ پس اِس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ کے ساتھ تشبیہ دی اور استعارہ بھی صرف تشبیہ کی حد تک ہے۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے یہودیوں کا ایک قول بطور حکایت عن الیھود قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اُس کے پیارے ہیں۔ اِس جگہ ابناء کے لفظ کا خدا تعالیٰ نے کچھ ردّ نہیں کیا کہ تم کُفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے اور ابناء کا دوبارہ ذکر بھی نہیں کیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی کتابوں میں خدا کے پیاروں کو بیٹا کر کے بھی پکارتے تھے۔

اب اِس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اِس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اِس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جُھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اُس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 65 تا 67)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

2014 - 2015ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے بے انتہا فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

● ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے تحت جاری مختلف نشریات کے شیریں ثمرات کا تذکرہ ● افریقہ کے مختلف ممالک میں احمدیہ ریڈیوز کے ذریعہ اسلام احمدیت کے پیغام کی وسیع پیمانے پر تشہیر ● ایم ٹی اے کے علاوہ مختلف ممالک کے مقامی ٹی وی چینلز اور اسی طرح مقامی ریڈیوز پر پروگرام ● اخبارات کے ذریعہ جماعتی پیغام کی تشہیر ● تحریک وقف نو، مخزن تصاویر، احمدیہ آرکائیو ریسرچ سینٹر، مجلس نصرت جہاں، ہیومینٹی فرسٹ اور خدمت انسانیت کے مختلف پروگراموں کا تذکرہ ● قیدیوں سے رابطہ، نومبائعین سے رابطوں کی تفصیلات

اس سال 113 ممالک کی 391-اقوام کے 5 لاکھ 67 ہزار 330-افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے، قبولِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات

جماعت احمدیہ یوکے کے 49ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 22 اگست 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

دوسری و آخری قسط

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے تحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی کام ہو رہا ہے۔ بڑی وسعت اس میں پیدا ہو چکی ہے۔ سب ٹائٹلنگ (subtitling) کی صورت کے ساتھ اب خطبات بھی آتے ہیں۔ ان کے سٹوڈیو وغیرہ میں وسعت دی گئی ہے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ پر اب آج کل افریقن ممالک کے لئے خصوصی نشریات بھی ہیں۔ یوں تو سیٹلائٹ اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ایم ٹی اے کے تمام پروگرام دنیا کے ہر کونے میں پہنچ رہے ہیں مگر جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حدیقۃ المہدی سے امسال چار افریقن ممالک گھانا، نائیجیریا، سیرالیون اور یوگنڈا کے سات چینل جو ان کے اپنے لوکل چینل ہیں خصوصی نشریات کا اہتمام بھی کر رہے ہیں۔ ایم ٹی اے افریقہ پروجیکٹ بھی اب اللہ کے فضل سے کام کر رہا ہے اور غانا میں نیشنل ٹی وی اور سائن پلس (Cine Plus) چینل پر ہفتہ وار ایک slot حاصل کیا گیا ہے جس پر جماعتی پروگرام دکھائے جا رہے ہیں۔ تبلیغی کام بھی ان سے ہو رہا ہے۔ غانا میں ایک وسیع سٹوڈیو کمپلیکس بھی تعمیر کے مراحل میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں سے ایم ٹی اے کا افریقہ کے ریجن کے لئے علیحدہ سٹوڈیو کام کرے گا اور افریقن ریجن کو انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کا پیغام پہنچائے گا، اسلام کا پیغام پہنچائے گا۔

ملک مالی میں ایک میڈیا گروپ Africable ہے جس نے 2004ء میں Africable ٹی وی سیٹلائٹ شروع کیا تھا۔ یہ افریقہ کے تیرہ ممالک میں سب سے مقبول پرائیویٹ چینل ہے۔ اس کے مالک نے اب ٹی این ٹی سیٹ افریقہ (TNT SAT AFRICA) کے نام سے پچاس فری چینل پر مشتمل ایک سروس شروع کی ہے۔ یہ ویسٹ افریقہ کو کور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت مالی کو یہ توفیق ملی ہے کہ ان فری چینلز میں ایم ٹی اے بھی شامل کروایا گیا ہے اور اس سروس پر چینل نمبر 36 ایم ٹی اے کا ہے۔ اس کمپنی کا ٹارگٹ ہے کہ پینتیس لاکھ گھروں تک یہ سہولت پہنچائی جائے۔ اس طرح ٹارگٹ مکمل ہونے پر ایم ٹی اے کی نشریات انشاء اللہ تین سو ملین افراد تک پہنچیں گی۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعتیں

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعتیں۔ گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ گاؤں مَامَت فانہ (Mamt Fanna) میں مولویوں کی وجہ سے جماعت کی شدید مخالفت ہوئی۔ گاؤں میں جن لوگوں نے احمدیت قبول کی تھی انہوں نے ایم ٹی اے لگوا لیا اور پروگرام دیکھنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمدیت میں لوگوں کی دلچسپی بڑھنے لگی اور آہستہ آہستہ مخالفین بھی ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھنے لگے اور لوگ جو جماعت کے شدید مخالف تھے جب خطبہ سنتے اور دیکھتے تو انہوں نے کہا کہ اس شخص کی مخالفت تو نہیں ہونی چاہئے۔ اور کہتے ہیں اس جگہ پر 350 افراد نے احمدیت قبول کر لی۔

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ ’مَامَت فانہ‘ گاؤں میں ایک خاتون احمدی ہوئیں اور ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھنے شروع کئے۔ موصوفہ کے خاوند احمدیت کے شدید مخالف تھے۔ انہوں نے گھر میں جماعت اور خلافت کے بارے میں بات کی تو وہ خاوند غصے میں آ گیا اور کہا کہ آج کے بعد گھر میں احمدیت کے بارے میں کوئی بات نہیں ہو گی اور لوگوں کی موجودگی میں بیوی کو سخت برا بھلا کہا۔ موصوفہ نے حوصلے اور صبر کے ساتھ خاوند کی بات سن لی لیکن ثابت قدمی سے احمدیت کو تھامے رکھا اور مسلسل ایم ٹی اے دیکھتی رہیں۔ کچھ عرصے بعد خاوند نے بھی ایم ٹی اے دیکھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں ایک ماہ کے بعد موصوفہ کے خاوند نے بھی احمدیت قبول کر لی۔

قمر رشید صاحب لکھتے ہیں کہ کانڈی میں منعقد کی جانے والی نمائش کے موقع پر ایک دوست نمائش دیکھنے آئے۔ میری وہاں تصویر لگی ہوئی تھی۔ مختلف کتابیں دیکھتے ہوئے ان کی نظر اس پر پڑی تو کہنے لگے یہ تصویر کس کی ہے؟ جب انہیں بتایا گیا کہ ہمارے موجودہ خلیفہ کی ہے۔ تو اس پر کہنے لگے کہ یہ آدمی تو مجھے بہت اچھا لگتا ہے کیونکہ میں اس کو روز اپنے ٹی وی پر دیکھتا ہوں۔ مجھے اس کی زبان تو سمجھ نہیں آتی۔ لیکن بہرحال اس کے بعد ان کو بتایا گیا کہ اس پر فرنچ ترجمہ بھی آتا ہے وہ سنا کریں اور انہیں ریسیور کی سیٹنگ کے بارے میں بتایا گیا۔ بہت خوش ہوئے اور پھر انہوں نے اس کے مطابق کر لیا۔

احمدیہ ریڈیو کے ذریعہ سے قبول احمدیت بھی ہو رہی ہے۔ برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ برکینا فاسو کے ریجن ’فادا‘ میں بھی ریڈیو کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور دور دراز علاقوں سے لوگ فون کر کے بتاتے ہیں کہ وہ احمدیت کو نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ یہی حقیقی اسلام ہے اور یہی تعلیم دنیا کی ہدایت کا باعث بن سکتی ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک سو دس کلومیٹر دور سے جنگل کے علاقے سے ایک شخص نے مشن کو فون کیا کہ میں آپ کی تعلیم کو باقاعدگی سے سنتا ہوں اور میں سمجھ گیا ہوں کہ جماعت احمدیہ جو تعلیم دے رہی ہے وہی اسلام کی اصل تعلیم ہے۔ چنانچہ آج سے میں اور میرا خاندان جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ریڈیو کے ذریعہ سے بھی بہت سارے لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ بینن میں بھی ریڈیو کے ذریعہ بہت سارے لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔ Bandundu کانگو کنشاسا میں بھی۔ مختلف جگہوں کے واقعات ہیں۔

ایک صاحب کیتھولک عیسائی ہیں ہمارے مبلغ کو لکھتے ہیں کہ میں ہر جمعہ پر ریڈیو پر اسلام احمدیہ کی نشریات سنتا ہوں۔ آپ کے پروگراموں سے میں اخلاقیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتا ہوں۔ اب تو میں ہر جمعہ اپنے خاندان اور دیگر افراد کو جمع کر کے آپ کا پروگرام دوسروں کو بھی سناتا ہوں۔ اگر کبھی ہم نے اپنا مذہب تبدیل کیا تو سچے اسلام احمدیت میں ہی داخل ہوں گے۔ انشاء اللہ

ایم ٹی اے کے علاوہ دیگر ممالک کے ٹی وی چینلز پر کوریج

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے علاوہ مختلف ممالک کے ٹی وی چینلز پر بھی جماعت کو اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ اس سال اٹھارہ سو بیاسی ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے نو سو چوّن گھنٹے وقت ملا۔ اس طرح مختلف ممالک کے ملکی ریڈیو سٹیشنز پر نو ہزار ستّر گھنٹوں پر مشتمل دس ہزار پانچ سو چوالیس پروگرام نشر ہوئے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ان پروگراموں کے ذریعہ محتاط اندازے کے مطابق بیس کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔ اس میں سیرالیون میں جماعتی ریڈیو اسٹیشن کے علاوہ دوسرے ملکی ریڈیو اسٹیشنز بھی شامل ہیں جہاں کافی کام ہو رہا ہے۔ غانا میں، نائیجیریا میں، گیمبیا میں، یوگنڈا میں، آئیوری کوسٹ میں، نائیجر میں، گنی کناکری میں، ٹوگو میں، لائبیریا میں، کونگو برازویل میں، مڈغاسکر میں، کونگو کنشاسا، سورینا، گیانا، فجی، طوالو، ہندوستان میں بھی، کینیڈا میں، ہالینڈ، جرمنی، مالٹا، آئرلینڈ، یوکے، سینیگال، بیلیز، ڈنمارک، یو ایس اے، ناروے، کریباتی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے وسیع پیمانے پر جماعت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔

جامعہ احمدیہ گھانا میں طلباء اور اساتذہ کا ایک پینل بنایا گیا ہے جو ایک پروگرام کرتا ہے اور پھر لوگوں کو فون پر ان کے جواب بھی دیتا ہے۔ امیر صاحب گھانا کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے بڑے وسیع علاقے میں احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور لوگ اس پروگرام کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

کونگو کنشاسا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ ٹی وی کے ذریعہ سے پیغام سنتے ہیں اور بڑا appreciate کر رہے ہیں اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔

اخبارات میں جماعتی خبروں کی اشاعت

اخبارات میں جماعتی خبروں اور مضامین کی اشاعت۔ اخبارات میں بھی جماعتی خبریں اور آرٹیکل شائع ہوتے ہیں۔ مجموعی طور پر تین ہزار سات سو تیس اخبارات نے چھ ہزار آٹھ جماعتی مضامین، آرٹیکل اور خبریں وغیرہ شائع کیں۔ اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد تقریباً ستاسٹھ کروڑ اڑتیس لاکھ چھیاسی ہزار سے اوپر بنتی ہے جہاں اس ذریعہ سے ان تک پیغام پہنچا۔

تحریک وقف نَو

تحریک وقف نو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال واقفین نو کی تعداد میں دو ہزار چھ سو تراسی واقفین کا اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافے کے بعد واقفین کی کل تعداد چھپن ہزار آٹھ سو اٹھارہ ہو گئی ہے۔ اس میں دنیا بھر کے 105 ممالک سے واقفین نَو شامل ہیں۔ لڑکوں کی تعداد چونتیس ہزار آٹھ سو اسّی۔ لڑکیوں کی تعداد اکیس ہزار نو سو اڑتیس۔ تعداد کے لحاظ سے پاکستان پہلے نمبر پر ہے اور بیرون پاکستان یہ تعداد چھبیس ہزار ہے۔

مخزن تصاویر کا شعبہ ہے۔ نمائش ہے۔ یہ بھی بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ بڑی وسعت پیدا ہو چکی ہے۔

احمدیہ آرکائیو ریسرچ سینٹر ہے یہ بھی نیا کام شروع کیا ہے۔ اس میں تاریخ کے لحاظ سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔

مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ کے بارہ ممالک میں بیالیس ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں جن میں 39 مرکزی ڈاکٹرز اور دس مقامی ڈاکٹر خدمت میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ تیرہ ممالک میں ہمارے 684 ہائر سیکنڈری سکول، جونیئر سیکنڈری سکول اور پرائمری سکول کام کر رہے ہیں جن میں 19 مرکزی اساتذہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اس سال یوگنڈا میں ایک فری ڈسپنسری کا قیام بھی ہوا۔

ایبولہ (Ebola) کی جو بیماری افریقہ میں پھیلی تھی اس کی وجہ سے سیرالیون اور لائبیریا میں جماعت کو بڑا

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کرتا ہے یا انبیاء بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے
اور اگر صداقت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی کثیر آبادی کو ان کے غلط کاموں کی وجہ سے سزا دینا چاہے تو پرواہ نہیں کرتا اور سزا دیتا ہے

اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرے

ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے
اور اپنی ضد اور اَنانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے

جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے
کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں
مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں

بعض دفعہ چاہنے کے باوجود بعض کام نہیں ہوتے۔ اسلئے کہ وہ چاہنا جو ہے وہ بے دلی سے ہوتا ہے۔ اسکے ساتھ وہ تمام لوازمات جو بیان کئے گئے ہیں وہ نہیں ہوتے۔ عزم نہیں ہوتا، حوصلہ نہیں ہوتا، محنت نہیں کی جاتی۔ صرف دل میں سوچا جاتا ہے کہ ہم چاہتے ہیں۔ اس بات کو خاص طور پر مَیں دیکھتا ہوں جب نمازوں کا سوال آتا ہے۔ کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں لیکن باقاعدہ نہیں۔ باقی کاموں کو جب چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں لیکن نماز کو کیونکہ بے دلی سے چاہتے ہیں، اپنی تمام تر صلاحیتیں اس پر استعمال نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اس لئے نمازوں کی عادت بھی نہیں پڑتی۔ ایسے لوگوں کا چاہنا جو ہے وہ اصل میں نہ چاہنا ہوتا ہے۔ یہ اپنی سستیاں ہوتی ہیں اور بے رغبتی ہوتی ہے جس کو بلاوجہ چاہنے کا نام دے دیا جاتا ہے

یہ بھی ایک ہنسی ہی ہے کہ ایک وقت آ کر نماز پڑھ لی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ فرائض ادا ہو گئے۔ یا ان لوگوں کے لئے بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد میں آ کر ایک نماز پڑھ لی اور فرض ادا ہو گیا بس کافی ہے۔ پس وہ لوگ جو نمازوں کی طرف باقاعدگی سے توجہ نہیں دیتے وہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔ پانچ نمازیں ہر بالغ عاقل مسلمان پر فرض ہیں اور مَردوں پر یہ مسجدوں میں باجماعت فرض ہیں اور اس کے لئے انتظام ہونا چاہئے۔ یا تو یہ کہہ دیں کہ ہم بالغ نہیں۔ یا یہ کہہ دیں کہ بے عقل ہیں، تو ٹھیک ہے۔ اور جب یہ دونوں چیزیں نہیں تو پھر باجماعت نماز کی ہر جگہ کوشش ہونی چاہئے

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی مومن وہی ہے جو ایک نیک کام کرتا ہے تو پہلے سے زیادہ عاجزی اور استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مزید نیک کاموں کی دعا مانگتا ہے

ایمان ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے نتیجہ میں آتا ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے، یاد رکھنی چاہئے
ہمارے اعمال جتنے بھی ہوں اگر اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہے، اس کا فضل نہیں تو پھر ایمان کامل نہیں ہوسکتا

احمدیت نے تو غالب آنا ہے چاہے ہماری زندگیوں میں آئے یا بعد میں آئے۔ لیکن ہمیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے تقویٰ پر
قائم رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ چیز قائم رہے اور اگر ہمارے زمانے میں نہیں تو ہماری نسلیں اس کو دیکھنے والی ہوں

چند سال ہوئے مَیں نے کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ کم از کم اب ہمیں چاہئے کہ چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں۔ یعنی چالیس ہفتوں تک خاص طور پر روزے رکھیں، دعائیں کریں، نفل ادا کریں اور صدقات دیں۔ کیونکہ بعض جگہ جماعت کے جو حالات ہیں ان میں بہت زیادہ سختی اور شدت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چلاّئیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے، آسمان سے ہمارے رب کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہو گی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دُور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دُور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دُور ہوں گی

ہمیں بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور چلاّنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں۔ صدقات دیں۔ روزے رکھیں۔ دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو، جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں، جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں، ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں۔ اور عام طور پر تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی جماعت کی ترقی کے لئے اور مظالم سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 فروری 2016ء بمطابق 12 تبلیغ 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مختلف خطبات اور خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بعض سبق آموز باتیں اور کہانیاں بیان فرماتے ہیں۔ مَیں مختلف اوقات میں یہ بیان کرتا رہا ہوں۔ آج بھی یہی بیان کروں گا۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کرتا ہے یا انبیاء بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے اور اگر صداقت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی کثیر

آبادی کو ان کے غلط کاموں کی وجہ سے سزا دینا چاہے تو پرواہ نہیں کرتا اور سزا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک کہانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بچپن میں ہمیں کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہتے تو آپ ہمیں ایسی کہانیاں سناتے جنہیں سن کر عبرت حاصل ہوتی۔ (یہ مضمون بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں) انہی کہانیوں میں سے ایک کہانی مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے مَیں نے سنا۔ آپ فرماتے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان اس وجہ سے آیا کہ لوگ اس وقت بہت گندے ہو گئے تھے اور گناہ کرنے لگ گئے تھے۔ وہ جوں جوں اپنے گناہوں میں بڑھتے جاتے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی قیمت گرتی جاتی۔ یہ کہانی ہے کہ آخر ایک دن ایک پہاڑی کی چوٹی پر کوئی درخت تھا اور وہاں گھونسلے میں چڑیا کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس بچے کی ماں کہیں گئی اور پھر واپس نہ آ سکی۔ شاید مر گئی یا کوئی اور وجہ ہوئی کہ نہ آئی۔ بعد میں اس چڑیا کے بچے کو پیاس لگی اور وہ پیاس سے تڑپنے لگا اور اپنی چونچ کھولنے لگا۔ تب خدا تعالیٰ نے یہ دیکھ کر اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور زمین میں پانی برساؤ اور اتنا برساؤ کہ اس پہاڑی کی چوٹی پر جو درخت ہے اس کے گھونسلے تک پہنچ جائے تا کہ چڑیا کا بچہ پانی پی سکے۔ فرشتوں نے کہا خدایا وہاں تک پانی پہنچانے میں تو ساری دنیا غرق ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ کوئی پرواہ نہیں۔ اس وقت دنیا کے لوگوں کی میرے نزدیک اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی اس چڑیا کے بچے کی حیثیت ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 679-678)

پس گو یہ کہانی ہے لیکن اس کہانی میں یہ سبق ہے کہ صداقت اور راستی سے خالی دنیا ساری کی ساری مل کر بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک چڑیا کے بچے جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

پس آج اس کہانی سے جہاں ہم یہ سبق لیتے ہیں کہ صداقت پر کھڑا ہونا چاہئے۔ اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ اپنے اندر کی برائیاں دور کریں گے اور نیکیوں کو قائم کریں گے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ہماری حالت میں اگر ترقی کے بجائے انحطاط ہو رہا ہے، نیچے گر رہی ہے تو ہم اپنے مقصد سے دُور ہٹ رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

اسی طرح یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ دنیا کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ بہت سارے ممالک میں نہ عوام اور نہ حکومتیں ایک دوسرے کا حق ادا کر رہی ہیں۔ فتنہ و فساد ہے۔ اور جہاں بظاہر فتنہ و فساد کی حالت نہیں یا بہت زیادہ خراب حالت نہیں وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دُور ہو کر بلکہ اس کے خلاف بدزبانی کر کے، غلط باتیں کر کے اس کی ہتک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہاں غلاظتوں میں بھی اتنے ڈوب رہے ہیں کہ غیر فطری کاموں کو قانوناً نافذ کیا جا رہا ہے بلکہ کہا جاتا ہے جو غلیظ کاموں کی حمایت نہیں کرتا وہ قانون کا مجرم ہے۔ یہ زلزلے، یہ طوفان یہ فسادات، بے انتہا بارشیں جنہوں نے تباہی پھیلائی ہوئی ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ گناہوں کی انتہا ہو رہی ہے اور یہ تو ابھی وارننگ ہے جو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تنبیہ کر رہا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی احمدیوں کا بہت بڑا کام ہے کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور بتائیں کہ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بہت زیادہ تباہ کن آفات لا سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا کو عقل آئے۔

پھر آجکل کی باتوں میں سے ایک بات ہم دیکھتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ ہے کہ دنیا میں اپنے حق لینے کے لئے باتیں ہوتی ہیں چاہے اس سے دوسرے کو کتنا ہی نقصان پہنچے۔ ایک حقیقی مسلمان کی اس بارے میں کیا سوچ ہونی چاہئے؟ اس بارے میں یہ واقعہ بہترین رہنما ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک صحابی اپنا گھوڑا دوسرے صحابی کے پاس فروخت کرنے کے لئے لایا اور اس کی قیمت مثلاً دو سو روپے بتائی۔ دوسرے صحابی نے کہا کہ مَیں اس قیمت میں گھوڑا نہیں لے سکتا کیونکہ اس کی قیمت دوگنی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دوسرے کو کہا کہ لگتا یہ ہے کہ آپ کو گھوڑوں کی قیمت سے واقفیت نہیں۔ لیکن مالک نے زیادہ قیمت لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب میرا گھوڑا زیادہ قیمت کا نہیں تو مَیں کیوں زیادہ قیمت لوں۔ اور اس پر ان کی تکرار ہوتی رہی یہاں تک کہ ثالث کے ذریعہ سے انہوں نے فیصلہ کرایا۔ یہ اسلامی روح تھی جو ان دو صحابہ نے دکھائی۔ اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔ (اُس زمانے میں بعض ہڑتالیں ہو رہی تھیں۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ) جس وقت یہ روح قائم ہو جائے اس وقت ساری strikes خود بخود بند ہو جاتی ہیں۔ مگر کم سے کم نیکی یہ ہے کہ جب کسی کی طرف سے اپنے حق کا سوال پیدا ہو تو اسے وہ حق دے دیا جائے اگر وہ اس کا حق بنتا ہے۔ یہ غیر اسلامی روح ہے کہ چونکہ دوسرے کے حق پر ہم ایک لمبے عرصے سے قائم ہیں، اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس حق کو اپنا حق سمجھنے کی ایک عادت ہمیں ہو گئی ہے اس لئے ہم دوسرے کو وہ حق نہیں دے سکتے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 137) یہ انتہائی غلط چیز ہے جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

مثلاً آجکل کی ترقی یافتہ دنیا میں بھی یہ ہڑتالوں کا جو حق دیا گیا ہے وہ بھی بغیر سوچے سمجھے ہے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی حدود کیا ہونی چاہئیں۔ مثلاً آجکل اس ملک میں، یوکے (UK) میں جونیئر ڈاکٹروں کی ہڑتال ہے جس سے مریض پریشان ہو رہے ہیں۔ اپنا حق لینے کے لئے مریضوں کو نہ صرف علاج کی سہولت کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے بلکہ بعض دفعہ ان کی زندگیوں سے بھی کھیلا جا رہا ہے۔ مجھے یاد ہے اس دفعہ جاپان کے دورے میں ایک عیسائی پادری جو بڑے شریف النفس انسان ہیں، مجھ سے انہوں نے سوال کیا کہ امن کی کیا تعریف ہے، کس طرح قائم کیا جائے۔ کہنے لگے کہ مجھے ابھی تک تسلی بخش جواب کہیں سے نہیں ملا کہ امن کی کیا تعریف ہے۔ تو مَیں نے انہیں یہ بتایا جو مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ اسلام کہتا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسرے کے لئے پسند کرو۔ جب ایسا کرو گے تو ایک دوسرے کے حق قائم کر رہے ہو گے اور جب حق قائم کرو گے تو امن ہوگا۔ ایک دوسرے کے لئے پھر تم لوگ سلامتی بھی بھیج رہے ہو گے۔ کہنے لگا یہ تعریف میرے دل کو بڑی لگی ہے۔ یہ پہلی دفعہ سنی ہے۔

پس آج اسلام ہی ہر معاملے کے حقیقی راستے دکھا سکتا ہے لیکن اس کے عملی نمونے دکھائے بغیر ہم دنیا کو قائل نہیں کر سکتے۔ ناجائز حق لینے کا تو سوال ہی نہیں اگر ہم جائز حق بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں اس لئے کہ امن قائم کرنا ہے تو امن قائم ہوگا۔ ہم جائز حق بھی چھوڑ دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور جب یہ ہوگا تو کیونکہ ایک معاشرے میں دونوں طرف سے حقوق ادا کرنے کی کوشش ہو رہی ہوگی تو دوسرا فریق بھی اگر مومن ہے تو وہ بھی ناجائز حق نہیں لے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے کا ناجائز حق لے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض دفعہ قضاء میں ایسے معاملات آتے ہیں کہ ہماری جماعت میں بھی بھائی بھائی کا حق دبا رہا ہوتا ہے یا دوسرے عزیزوں کے حق دبا رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس طرف توجہ کریں تو ہمارے قضاء کے بھی بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے لئے اسلام کیا سوچ ہمیں دیتا ہے اور صحابہ کے کیا نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ بھائیوں بھائیوں میں بعض دفعہ ناراضگی کی کوئی بات ہو جاتی ہے، بحث ہو جاتی ہے۔ حضرت امام حسن کی طبیعت بہت سلجھی ہوئی اور نرم تھی لیکن حضرت امام حسین کی طبیعت میں جوش پایا جاتا تھا۔ ان میں جو جھگڑا ہوا اس میں حضرت امام حسین کی طرف سے زیادہ سختی کی گئی لیکن حضرت امام حسن نے صبر سے کام لیا۔ اس جھگڑے کے وقت بعض اور صحابہ بھی موجود تھے۔ جب جھگڑا ختم ہو گیا تو دوسرے دن ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام حسن جلدی جلدی کسی طرف جا رہے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت حسن کہنے لگے کہ مَیں حُسین سے معافی مانگنے چلا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ آپ معافی مانگنے جا رہے ہیں۔ مَیں تو خود اس جھگڑے کے وقت موجود تھا اور میں جانتا ہوں کہ حسین نے آپ کے متعلق سختی سے کام لیا۔ پس یہ ان کا کام ہے کہ وہ آپ سے معافی مانگیں، نہ یہ کہ آپ ان سے معافی مانگنے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت حسن نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ مَیں اس لئے تو ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر سختی کی تھی کیونکہ ایک صحابی نے مجھے سنایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوگا۔ تو میرے دل میں یہ سن کر یہ خیال پیدا ہوا کہ کل میں نے حُسین سے برا بھلا سنا اور انہوں نے مجھ پر سختی کی۔ اب اگر حسین معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو میں تو دونوں جہان سے گیا کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہوگئی اور اگلے جہان میں بھی مَیں پیچھے رہا۔ چنانچہ مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھ پر جو سختی ہوگئی وہ تو ہوگئی اب مَیں اُن سے پہلے معافی مانگ لوں گا تا کہ اس کے بدلے میں مجھے جنت تو پانچ سو سال پہلے مل جائے۔ (ماخوذ از الفضل 23 مئی 1944ء صفحہ 4 کالم 3-2 جلد 32 نمبر 119) پس یہ وہ سوچ ہے جسے ہمیں اپنے پرلا گو کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میں نے ایک لطیفہ سنا ہوا ہے جو شاید مقامات حریری یا کسی اور کتاب کا قصہ ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی مہمان کسی جگہ نہانے کے لئے گیا۔ حمام کے مالک نے مختلف غلاموں کو خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ بعض ملکوں میں حمام ہوتے ہیں جہاں خادم ہوتے ہیں جو مہمانوں کو مالش کرتے ہیں، نہلاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت مالک موجود نہ تھا۔ جب وہ نہانے کے لئے حمام میں داخل ہوا تو تمام غلام اسے آ کر چمٹ گئے اور چونکہ سر کو آسانی سے ملا جا سکتا ہے اس لئے یکدم سب سر پر آ گرے۔ ایک کہے کہ میرا سر ہے۔ دوسرا کہے یہ میرا سر ہے۔ جس پر آپس میں لڑائی شروع ہوگئی اور ایک نے دوسرے کے چاقو مار دیا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ شور ہونے پر پولیس بھی آ گئی اور معاملہ عدالت تک پہنچا۔ عدالت کے سامنے بھی ایک غلام یہ کہہ رہا تھا کہ یہ میرا سر ہے۔ دوسرا کہے کہ یہ میرا سر تھا۔ عدالت نے نہانے والے سے پوچھا تو وہ کہنے لگا حضور! یہ تو بے سر تھے۔ بیوقوف تھے۔ ان کی باتوں پر تو مجھے تعجب نہیں۔ تعجب یہ ہے کہ آپ نے بھی یہ سوال کر دیا۔ حالانکہ سر نہ اِس کا ہے نہ اُس کا ہے۔ سر تو میرا تھا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مثال اس لئے دیا کرتے تھے کہ دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔ میرا کیا اور تیرا کیا۔ غلام کا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ تو جب اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس کا کچھ بھی نہیں۔ ایک حقیقی مسلمان کے بارے میں بتایا جا رہا ہے اور یہ واقعہ اس تناظر میں بیان ہو رہا ہے کہ اللہ کا جو بندہ ہوتا ہے وہ میرا یا تیرے کا سوال نہیں کرتا۔ وہ تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں۔ اب اس کا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہے۔ حقیقی مومن جب بنتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کے بعد میرے تیرے کا سوال ہی کہاں باقی رہ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لو۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی عبداللہ رکھا گیا ہے جیسا کہ آتا ہے "لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰہ"۔ تو خدا تعالیٰ کا غلام ہوتے ہوئے ہماری کوئی چیز نہیں رہتی بلکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے بالوضاحت بتایا ہے کہ ہم نے مومنوں سے مال و جان لے لی۔ دوست، عزیز، رشتہ دار سب جان کے تحت آتے ہیں اور باقی مملوکات مال کے تحت آتی ہیں اور یہی دو چیزیں ہوتی ہیں جن کا انسان مالک ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ دونوں چیزیں مومنوں سے لے لیں۔ ان کی جان بھی لے لی اور ان کا مال بھی لے لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں یہ جھگڑے نہیں ہونے چاہئیں کہ یہ چیزیں میری ہیں۔ اور یہ چیز میری ہے اور وہ اس کی۔ یہ جھگڑے نہ کرو۔ میرے اور تیرے کا سوال نہیں یہاں ہوتا۔ تم اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے زور لگاؤ اور چھوڑ دو ان باتوں کو کہ تم کہو کہ فلاں پریذیڈنٹ کیوں بنا۔ (اب یہاں انتخابات کی بات ہوگئی، عہدیداروں کی بات ہوگئی۔ بعض لوگ جھگڑے پیدا کرتے ہیں کہ فلاں کیوں امام الصلوٰۃ بن گیا ہم اس کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں گے۔) فلاں پریذیڈنٹ کیوں بن گیا۔ فلاں کیوں نہ بنا۔ فلاں سیکرٹری کیوں بن گیا۔ فلاں کیوں نہ ہوا۔ یا جب تک فلاں شخص امام نہ بنے ہم فلاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 16 صفحہ 271-270)

یہ باتیں صرف سننے کے لئے نہیں ہیں۔ شاید بعضوں کا خیال ہو کہ حضرت مصلح موعود کے زمانے میں شاید ایسے لوگ تھے اور اب ایسے نہیں ہیں۔ اب بھی ایسی شکایتیں ملتی رہتی ہیں۔ اس زمانے میں تو صحابہ بھی تھے جو ایسے ٹیڑھے لوگوں کی اصلاح بھی کر دیا کرتے تھے۔ لیکن ہم جو نبوت کے زمانے سے دُور جا رہے ہیں اور آئندہ مزید دور جاتے رہیں گے اس زمانے میں ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمیں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور اَنانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ انتخابات کے موقع پر بھی ایسے سوال اٹھتے رہتے ہیں اگر بعض دفعہ بعض حالات میں جب اکثریت ووٹ کے خلاف فیصلہ دیا جائے تو اس قسم کے سوال لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ یہ سال بھی انتخابات کا سال ہے۔ جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا

حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کرلیں۔ مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ایسے سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔ ابھی دو دن پہلے ہی ایک ملک میں ایک مجلس کی لجنہ کا انتخاب ہوا وہاں سے مجھے خط آ گیا کہ کیوں فلاں کو بنایا گیا ہے، فلاں کو کیوں نہیں بنایا گیا۔ وہ تو ایسی ہے، وہ ویسی ہے۔ تو اس قسم کی بیہودگیوں سے ہمیں بچنا چاہئے اور جو بھی بنا دیا جائے اس عرصے کے لئے جب تک وہ بنایا گیا بہرحال اس سے مکمل تعاون کرنا چاہئے۔

پھر ایک بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔ ایک بات یہ ہے کہ مومن کو چاہئے کہ مصمّم ارادے کے ساتھ کوشش کرے اور اسے انجام تک پہنچائے اور بجائے دوسروں پر انحصار کرنے کے چاہے وہ افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور involve ہونے کی کوشش کریں۔ تبھی کام صحیح رنگ میں انجام تک پہنچ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک امیر آدمی تھا اس کا ایک بڑا لنگر تھا جس سے محتاج لوگ کثیر تعداد میں روزانہ کھانا کھاتے تھے لیکن بڑی خرابی یہ تھی کہ بدنظمی بہت زیادہ تھی۔ امیر آدمی تھا، خود اس شخص میں نگرانی کی رغبت نہیں تھی، اس طرف توجہ نہیں دیتا تھا اور ملازم خائن اور بددیانت تھے۔ کچھ تو سودا لانے والے بہت مہنگا سودا لاتے تھے اور کم مقدار میں لاتے تھے اور کچھ استعمال کرنے والے اپنے گھروں کو لے جاتے تھے اور پھر کھانا تیار کرنے والے کچھ خود کھا جاتے تھے کچھ اپنے رشتے داروں کو کھلا دیتے تھے اور کچھ ادھر ادھر ضائع کر دیتے تھے۔ اسی طرح سٹور روم کھلے رہتے اور ساری رات کتّے اور گیدڑ وغیرہ سامان خوراک کھاتے اور ضائع کرتے رہتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت مقروض ہو گیا اور بیس سال کی بدنظمی کے بعد اسے بتایا گیا کہ تم مقروض ہو چکے ہو۔ اس شخص کی طبیعت میں سخاوت تھی اس لئے لنگر کا بند کرنا اس نے گوارا نہ کیا۔ لیکن ادھر قرض اتارنے کی بھی فکر اسے تھی۔ اس نے اپنے دوستوں کو بلایا۔ ان سب کو بتایا کہ اس طرح میں مقروض ہو گیا ہوں۔ اپنا نقص تو کوئی بتایا نہیں اور نہ کوئی بتاتا ہے۔ ان سب نے کہا کہ سٹور روم کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ ساری رات گیدڑ اور کتے وغیرہ سامان خوارک جو ہے وہ خراب کرتے رہتے ہیں اس لئے بہت سا سامان ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر سٹور کو دروازہ لگا دیا جائے تو بہت حد تک بچت ہو سکتی ہے۔ اس نے حکم دیا کہ دروازہ لگا دیا جائے چنانچہ وہ لگا دیا گیا۔ یہ کہانیوں میں سے ایک کہانی ہے اور کہانیوں میں کتے اور گیدڑ، جانور بھی بولا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رات کو گیدڑوں اور کتوں نے سٹور روم کو دروازہ لگا ہوا دیکھا تو انہوں نے بہت شور مچایا۔ اچانک کوئی بڈھا اور بڑا خرانٹ قسم کا گیدڑ یا کتا آیا۔ اس نے دریافت کیا تم شور کیوں مچاتے ہو۔ باقیوں نے کہا کہ سٹور روم کو دروازہ لگ گیا ہے ہم کھائیں گے کہاں سے۔ ہمارے تو علاقے کے سارے کتے اور گیدڑ یہیں سے کھایا کرتے تھے۔ اس نے کہا تم یونہی روتے ہو، شور مچا رہے ہو، اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ جس شخص نے بیس سال تک اپنا گھر لٹتے دیکھا اور اس کا کوئی انتظام نہ کیا اس کے سٹور کا دروازہ بھلا کس نے بند کرنا ہے۔ خود تو اس نے نگرانی نہیں کرنی۔ اس لئے گھبراؤ نہیں۔

تو اس کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ ''اگر چاہیں'' اور ''چاہیں'' میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ کتوں اور گیدڑوں نے شور مچایا کہ اگر اس نے چاہا اور دروازہ بند کر دیا تو ہم کھائیں گے کہاں سے اور ان کا جو تجربہ کار اور خرانٹ لیڈر تھا اس نے کہا کہ اس نے یعنی جو امیر آدمی ہے اس نے چاہنا ہی نہیں۔ اس نے توجہ ہی نہیں دینی تو پھر شور مچانے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت نے چاہنا ہی نہیں تو کچھ نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہ چاہیں تو بڑے بڑے مشکل کام بھی دنوں میں کر سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہماری بچپن کی کہانیوں میں سے الٰہ دین کے چراغ کی کہانی بہت مشہور تھی۔ الٰہ دین ایک غریب آدمی تھا۔ اسے ایک چراغ مل گیا۔ وہ جب اس چراغ کو رگڑتا تھا تو ایک جن ظاہر ہوتا تھا۔ (یہ بچوں کی کہانی بنائی ہوئی ہے۔) جنّ کو وہ جو کچھ کہتا وہ فوراً تیار کر کے سامنے رکھ دیتا۔ مثلاً اگر وہ اسے کوئی محل بنانے کا کہہ دیتا تو وہ آناً فاناً محل تیار کر دیتا۔ فرماتے ہیں کہ بچپن میں تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ الٰہ دین کا چراغ ایک سچا واقعہ ہے، جب عقل نہیں تھی۔ لیکن جب بڑے ہوئے تو سمجھا کہ یہ محض واہمہ اور خیال ہے۔ یہ کہانی ہے۔ لیکن اس کے بعد جب جوانی سے بڑھاپے کی طرف آئے تو معلوم ہوا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ (یہاں بیٹھے لوگ بڑے حیران ہو رہے ہوں گے کہ حضرت مصلح موعود نے کہا کہ بڑھاپے کی طرف آئے تو پتا لگا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔) الٰہ دین کا چراغ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن فرماتے ہیں کہ وہ تیل کا چراغ نہیں ہوتا بلکہ عزم اور ارادے کا چراغ ہوتا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ وہ چراغ بخش دے وہ اس کو حرکت دیتا ہے اور بوجہ اس کے کہ عزم اور ارادہ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کُنْ کہتا ہے اور کام ہونے لگ جاتا ہے اسی طرح جب اس کی اتباع میں اس کے مقرر کردہ اصول کے ماتحت، اس کے احکام پر عمل کرتے ہوئے (یہ ساری شرطیں ہیں یاد رکھیں) اس سے دعائیں کرتے ہوئے اور اس سے مدد مانگتے ہوئے کوئی انسان کُنْ کہتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔ غرض بچپن میں ہم الٰہ دین کے چراغ کے قائل تھے۔ جوانی میں ہمارا یہ خیال متزلزل ہو گیا مگر بڑھاپے میں ایک لمبے تجربے کے بعد معلوم ہوا کہ الٰہ دین کے چراغ والی کہانی سچی ہے۔ لیکن یہ ایک تمثیلی حکایت ہے اور چراغ پیتل کا نہیں بلکہ عزم اور ارادے کا چراغ ہے۔ جب اسے رگڑا جاتا ہے تو خواہ کتنا بڑا کام کیوں نہ ہو وہ آناً فاناً ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از الفضل 24 جنوری 1962ء صفحہ 3-2 جلد 51/16 نمبر 20)

پس یہ ہم میں سے ہر ایک کی سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے صرف اگر چاہنے تک نہیں رہنا بلکہ چاہنا ہے اور چاہنے کے ساتھ ہی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا ہے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو چاہتے بھی ہیں لیکن بعض دفعہ چاہنے کے باوجود بعض کام نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ وہ چاہنا جو ہے وہ بے دلی سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ تمام لوازمات جو بیان کئے گئے ہیں وہ نہیں ہوتے۔ عزم نہیں ہوتا، حوصلہ نہیں ہوتا، محنت نہیں کی جاتی۔ صرف دل میں سوچا جاتا ہے کہ ہم چاہتے ہیں۔

اس بات کو خاص طور پر مَیں دیکھتا ہوں جب نمازوں کا سوال آتا ہے۔ کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں لیکن باقاعدہ نہیں۔ باقی کاموں کو جب چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں لیکن نماز کو کیونکہ بے دلی سے چاہتے ہیں، اپنی تمام تر صلاحیتیں اس پر استعمال نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اس لئے نمازوں کی عادت بھی نہیں پڑتی۔ ایسے لوگوں کا چاہنا جو ہے وہ اصل میں نہ چاہنا ہوتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان چاہے بھی اور کام نہ ہو سکے۔ نماز ان کے لئے حقیقت میں ایک ضمنی چیز ہوتی ہے۔ دنیاوی کام پہلی ترجیح ہوتی ہے جو ایک غلط طریقہ ہے، اس لئے چاہنے پر عمل نہیں ہوتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ انسان چاہے بھی، ایک پکّا ارادہ بھی ہو، اس کے کرنے کا مصمّم ارادہ بھی ہو اور وہ کام نہ ہو۔ پس یہ اپنی سستیاں ہوتی ہیں اور بے رغبتی ہوتی ہے جس کو بلاوجہ چاہنے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

ایک واقعہ آپ بیان کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ ہم بچپن میں ایک قصہ سنا کرتے تھے جسے سن کر ہنسا کرتے تھے حالانکہ درحقیقت وہ ہنسنے کے لئے نہیں بلکہ رونے کے لئے بنایا گیا تھا اور اس میں موجودہ مسلمانوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مگر اس قصے کے بنانے والے نے اشارے کی زبان میں مسلمانوں کی حالت کو بیان کیا ہے تا کہ مولوی اس کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ (اور اگر کوئی احمدی بھی ایسی حرکتیں کرتا ہے تو اس کو بھی اپنا جائزہ لینا ہوگا۔) وہ قصہ یہ ہے کہ کوئی لونڈی (کسی کی نوکر، ملازمہ) تھی جو سحری کے وقت باقاعدہ اٹھا کرتی تھی۔ لیکن روزہ نہیں رکھتی تھی۔ مالکہ نے سمجھا کہ شاید وہ کام میں مدد دینے کے لئے اٹھتی ہے۔ مگر چونکہ وہ روزہ نہیں رکھتی تھی اس لئے مالکہ نے خیال کیا کہ اسے خواہ مخواہ سحری کے وقت تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت کا کام میں خود کر لیا کروں گی۔ چنانچہ دو چار دن کے بعد مالکہ نے اس سے کہا کہ لڑکی تو سحری کے وقت نہ اٹھا کر، ہم خود اس وقت کام کر لیا کریں گے۔ تمہیں اس وقت تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات سن کر اس لڑکی نے نہایت حیرت سے اپنی مالکہ کی طرف دیکھا کہ یہ مجھ سے کیا کہہ رہی ہے اور کہنے لگی بی بی نماز مَیں نہیں پڑھتی، روزہ مَیں نہیں رکھتی، اگر سحری بھی نہ کھاؤں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ درحقیقت یہ تصویری زبان میں مسلمانوں کی حالت ہے (یا ان لوگوں کی حالت ہے جو نمازوں پہ توجہ نہیں دیتے۔) فرماتے ہیں کہ دوسرے لفظوں میں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر کسی مسلمان کو کہا جائے، (جمعۃ الوداع کے حوالے سے بات کی ہے، لیکن ہر جمعہ اور ہر نماز پہ یہ حالت ہوتی ہے) کہ میاں! جمعۃ الوداع سے کیا بنتا ہے۔ تم کیوں خوامخواہ اس کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہو۔ باقی جمعے نہیں پڑھے تو یہ بھی نہ پڑھو۔ تو وہ حیرت سے تمہارے منہ کو دیکھنے لگ جائے گا۔ کہے گا بھائی جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ روزانہ نمازوں کے لئے مَیں مسجد میں نہیں آتا، روزے مَیں نہیں رکھتا، اگر جمعۃ الوداع بھی نہ پڑھوں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ پس یہ بھی ایک ہنسی ہی ہے کہ ایک وقت آ کر نماز پڑھ لی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ فرائض ادا ہو گئے۔ (یا ان لوگوں کے لئے بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد میں آ کر ایک نماز پڑھ لی اور فرض ادا ہو گیا۔ بس کافی ہے۔)

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 23 صفحہ 439-438)

پس وہ لوگ جو نمازوں کی طرف باقاعدگی سے توجہ نہیں دیتے وہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔ پانچ نمازیں ہر بالغ عاقل مسلمان پر فرض ہیں اور مَردوں پر یہ مسجدوں میں باجماعت فرض ہیں اور اس کے لئے انتظام ہونا چاہئے۔ یا تو یہ کہہ دیں کہ ہم بالغ نہیں۔ یا یہ کہہ دیں کہ بے عقل ہیں، تو ٹھیک ہے۔ اور جب یہ دونوں چیزیں نہیں تو پھر باجماعت نماز کی ہر جگہ کوشش ہونی چاہئے۔

ایک روایت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود سنا ہے۔ (آپ کی تحریروں میں بھی یہ ہے۔) کہ جب کوئی بادشاہ یا امیر کسی جگہ جاتا ہے تو اس کا اَردلی بھی ساتھ جاتا ہے۔ جو بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے اسے اندر جانے کی اجازت طلب کرنی نہیں پڑتی۔ آجکل بھی دیکھ لیں منسٹر آتے ہیں، دوسرے لوگ آتے ہیں ان کے جو پروٹوکول افسر ہیں یا ان کے حفاظت کرنے والے ہیں سارے ساتھ جاتے ہیں۔ ان کی اجازت نہیں لی جاتی کہ وہ بھی ساتھ آئیں گے۔ مثلاً اگر وائسرائے کسی گورنر کو بلائے۔ (اُس زمانے میں ہندوستان پاکستان کے علاقے میں جو انگریزوں کی حکومت تھی اس میں وائسرائے تھا۔) اگر وائسرائے گورنر کو بلائے تو گورنر کا جو اردلی ہے وہ بغیر کسی دعوت کے اس کے پاس جائے گا اور وہاں دعوت میں اس کے محافظ اور خادم بھی شامل ہوں گے۔ فرمایا کہ اس لئے تمہاری حالت کتنی بھی ادنیٰ ہو، اگر تم فرشتوں سے تعلقات پیدا کر لو تو وہ جہاں بھی جائیں گے تم ان کے ساتھ جاؤ گے۔ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا تو اس کے فرشتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا۔) تم ان کے اَردلیوں اور چپڑاسیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اگر وہ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جائیں گے تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ گے۔ پس فرماتے ہیں کہ تم اس عظیم الشان طاقت کو سمجھو جسے خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے۔ تمہاری قوت روحانیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ تم اسے مضبوط بنانے کے لئے فرشتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلقات پیدا کرو تا تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے۔ اگر تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے تو سارے پردے دُور ہو جائیں گے اور جہاں خدا تعالیٰ کا نور پہنچے گا تم بھی وہاں پہنچ جاؤ گے۔

حضرت مصلح موعود نے اس وقت جلسے پر آنے والوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور جس شوق سے تم یہاں آئے ہو اسے پورا کرنے کے سامان پیدا کرو۔ اس طرح نہ ہو کہ جس طرح کُشتی دیکھنے کے لئے کچھ لوگ پہلے آ جاتے ہیں تم بھی یہاں آ گئے ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی وجہ سے اس کے فرشتوں سے تعلق پیدا ہوگا اور یہ روحانیت جو ہے وہ پھر لوگوں کے دماغوں پر جب اثر ڈالے گی تو تمہارے کام فرشتے کر رہے ہوں گے اور جہاں وہ پہنچیں گے وہاں تمہارا نام بھی پہنچا دیں گے کیونکہ تمہاری نیت نیک ہے۔ تمہاری روحانیت میں ترقی ہے۔ تم خدا تعالیٰ کے لئے کام کر رہے ہو گے۔

(ماخوذ از الفضل 9 جنوری 1955ء صفحہ 3 کالم 1 جلد 44/9 نمبر 8)

پس اس بنیادی اصول کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، چاہے وہ جلسے ہوں یا اجتماع ہوں۔ جب روحانیت کی ترقی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی مجالس کو صرف عارضی طور پر روحانی مجلس نہ بنائیں بلکہ ایسی بنائیں کہ روحانی مجالس کے جو بھی اثرات ہیں وہ مستقل طور پر قائم رہیں اور پھر فرشتے بھی ہر جگہ ہماری مدد کرنے والے بن جائیں اور جہاں بھی ہم کوشش کریں وہاں فرشتے داخل ہو کر اس پر اثر ڈالیں اور ہماری کوششوں کو کامیاب بنانے والے ہوں۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی مومن وہی ہے جو ایک نیک کام کرتا ہے تو پہلے سے زیادہ عاجزی اور استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مزید نیک کاموں کی دعا مانگتا ہے تا کہ یہ سلسلہ چلتا رہے اور اس کا انجام بھی بخیر ہو۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں کرتے

دیکھتے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ جیسے ایک ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہے۔ پس اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف توجہ کرو اور تقویٰ وطہارت پیدا کرو اور مت سمجھو کہ تم نیک کام کر رہے ہو کیونکہ نیک سے نیک کام میں بھی بے ایمانی پیدا ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نامعلوم کیا بات ہے کہ آج کل لوگ حج کر کے آتے ہیں تو ان کے قلوب میں آگے سے زیادہ رعونت اور بدی پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ یہ نقص اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ حج کے مفہوم کو نہیں سمجھتے اور بجائے روحانی لحاظ سے کوئی فائدہ اٹھانے کے محض حاجی بن جانے کی وجہ سے تکبر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک لطیفہ بھی سنایا کرتے تھے کہ ایک بڑھیا سردی کے دنوں میں رات کے وقت سٹیشن پر بیٹھی تھی۔ کسی نے اس کی چادر اٹھالی۔ جب اسے سردی لگی اور اس نے چادر اوڑھنی چاہی تو اسے گم پایا۔ یہ دیکھ کر وہ آواز دے کر کہنے لگی کہ بھائی حاجی میری تو ایک ہی چادر تھی اس کی مجھے ضرورت ہے وہ مجھے واپس کر دو۔ وہ چادر لے جانے والا قریب ہی بیٹھا تھا، لے کے نہیں گیا۔ یہ سن کر اس شخص نے جس نے چادر اٹھائی تھی شرمندہ ہوا اور وہ چادر اس کے پاس رکھ دی مگر ساتھ ہی اس نے پوچھا کہ تجھے یہ پتا کس طرح چلا کہ چادر چرانے والا چور کوئی حاجی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اس زمانے میں اس قدر سنگدلی حاجی ہی کر سکتے ہیں۔

پس یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں، یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک ارادے رکھتے ہیں۔ کتنا ہی نیک کام انسان کر رہا ہو اس میں سے بدی پیدا ہو سکتی ہے اور کتنا ہی نیک ارادہ انسان رکھتا ہو وہ اس کے ایمان کو بگاڑ سکتا ہے کیونکہ ایمان ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے نتیجہ میں آتا ہے۔ (یہ بنیادی چیز ہے، یاد رکھنی چاہئے۔) ہمارے اعمال جتنے بھی ہوں اگر اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہے، اس کا فضل نہیں تو پھر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ پس تم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے رحم پر نگاہ رکھو اور تمہاری نظر ہمیشہ اس کے ہاتھوں کی طرف اٹھے کیونکہ وہ سوالی جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازے سے اٹھنے کے بعد میرے لئے کوئی اور دروازہ نہیں کھل سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر لیتا ہے۔ پس تمہاری نگاہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہی طرف اٹھنی چاہئے۔ جب تک تم اپنی نگاہ اس کی طرف رکھو گے تم محفوظ رہو گے کیونکہ جس کی خدا تعالیٰ کی طرف نگاہ اٹھ رہی ہو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مگر جونہی نظر کسی اور کی طرف پھیری جائے اور انسان اس کے دروازے سے قدم اٹھالے (یعنی اللہ تعالیٰ کے دروازے سے قدم اٹھالے) پھر خواہ کتنے ہی نیک ارادے اور کتنے ہی اچھے کام کرے اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا بلکہ وہ شیطان کی بغل میں جا کر بیٹھتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 216 تا 218) پس مستقل توبہ اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگنا، اس کے رحم کو مانگنا اور اس کو جذب کرنے کی کوشش کرنا یہی چیزیں ہیں جو انجام بخیر کی طرف لے کر جاتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں (مجھے صحیح یاد نہیں) چوری ہو گئی اور ان کا کچھ زیور چرایا گیا۔ ان کا ایک نوکر تھا وہ شور مچاتا تھا کہ ایسے کمبخت بھی دنیا میں موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کے خلیفہ کے ہاں چوری کرتے ہوئے بھی شرم نہیں کرتے۔ وہ نوکر چوری کرنے والے پر بے انتہا لعنتیں ڈال رہا تھا اور یہ کہے کہ خدا اس کا پردہ فاش کرے اور اسے ذلیل کرے۔ آخر تحقیقات کرتے کرتے پتا لگا کہ ایک یہودی کے ہاں وہ زیور گروی رکھا گیا ہے۔ جب اس یہودی سے پوچھا گیا کہ یہ زیور کہاں سے تمہیں ملا تو اس نے اسی نوکر کا نام بتایا جو بڑا شور مچا رہا تھا اور چور پر لعنتیں ڈالتا پھرتا تھا۔

تو منہ سے لعنتیں ڈال دینا یا زبان سے فرمانبرداری کا دعویٰ کرنا کوئی چیز نہیں۔ عمل اصل چیز ہوتی ہے۔ ورنہ محض منہ سے اطاعت کا دعویٰ کرنے والا بعض دفعہ سب سے بڑا منافق بھی ہو سکتا ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 516)

پس بڑے فکر کا مقام ہے یہ اور ہمیں اس بات کی طرف ہمیشہ توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ ایک معاند احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے جس نے آپ کے سامنے یہ بڑ ماری تھی اور کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم احمدیت کو کچل دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسے ایسا جواب دے سکتا تھا کہ تم کچل کے تو دیکھو۔ لیکن مَیں نے اسے کہا کہ کسی کو مٹانا یا نہ مٹانا یا قائم رکھنا یہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر تو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ہمیں مٹانا چاہے تو آپ لوگوں کو کسی کوشش کی ضرورت ہی نہیں ہے، وہ خود ہی مٹا دے گا۔ لیکن اگر وہ ہمیں قائم رکھنا چاہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اور تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ مَیں یہ کر دوں گا اور وہ کر دوں گا۔ مَیں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تقویٰ ہی ہے جو صحیح جواب سجھاتا ہے۔ اس لئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ میں نے اس کو یہی جواب دیا کہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہمیں قائم رکھنا چاہتا ہے تو تم کچھ بھی نہیں کر سکتے اور ہم کوئی نہیں مٹ سکتے۔) فرمایا کہ تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ مَیں یہ کر دوں گا اور وہ کر دوں گا۔ ایسے دعووں کا کیا فائدہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ قادیان میں یا شاید کسی اور جگہ سخت ہیضہ پھوٹا۔ ایک جنازے کے موقع پر ایک شخص کہنے لگا یہ لوگ خود مرتے ہیں۔ ہیضہ پھیلا ہوا ہے مگر لوگ کھانے پینے سے باز نہیں آتے۔ خوب پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں۔ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ہیضے کے دن ہیں۔ وہ شخص جو بڑا بول رہا تھا کہنے لگا دیکھو ہم تو صرف ایک پُھلکا کھاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی چپاتی کھاتے ہیں۔ مگر یہ کمبخت لوگ جو ہیں ٹھونستے جاتے ہیں اور پھر ہیضے سے مرتے جاتے ہیں۔ دوسرے روز ایک اور جنازہ آیا تو کسی نے پوچھا کہ یہ کس کا ہے۔ تو وہاں بہت سارے لوگ اس کی باتیں سن سن کے تنگ آئے ہوئے تھے۔ کسی دل جلے نے کہہ دیا کہ یہ جنازہ ہے ایک پُھلکا کھانے والے کا۔ پس اس قسم کے دعووں کا کیا فائدہ کہ ہم یوں کر دیں گے، وُوں کر دیں گے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے وہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یُوں ہو جائے گا۔ انکسار کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے اسے بھی چھپائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلۃ: 22) کہ ہم نے فرض کر لیا ہے کہ ہم اور ہمارے رسول غالب ہوں گے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ہم تمہیں پیس دیں گے تو مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر تو میری طاقت کا سوال ہے تو مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر یہ الفاظ احمدیت کے متعلق کہے گئے ہیں تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ احمدیت ضرور غالب ہو کر رہے گی انشاء اللہ۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 343) خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں اتنا یقین ہے کہ جتنا اپنی جان پر بھی نہیں ہے۔ پس احمدیت نے تو غالب آنا ہے چاہے ہماری زندگیوں میں آئے یا بعد میں آئے۔ لیکن ہمیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ چیز قائم رہے اور اگر ہمارے زمانے میں نہیں تو ہماری نسلیں اس کو دیکھنے والی ہوں۔

دعائیں کس طرح کرنی چاہئیں اور احمدیوں پر جو مشکل حالات ہیں ان سے کس طرح نکلنا چاہئے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں محبت کا بہترین مظاہرہ وہی ہوتا ہے جو ماں کو اپنے بیٹے سے ہوتا ہے یا ماں کو اپنے بچے سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات ماں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو جاتا ہے مگر جب بچہ روتا ہے تو دودھ اتر آتا ہے۔ پس جس طرح بچے کے روئے بغیر ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں اتر سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی رحمت کو بندے کے رونے اور چِلّانے سے وابستہ کر دیا ہے۔ جب بندہ چِلّاتا ہے تو رحمت کا دودھ اترنا شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہمیں چاہئے کہ اپنی طرف سے انتہائی کوشش کریں۔ مگر وہ کوشش نہیں جو منافق مراد لیا کرتے ہیں اور اس کے بعد جس حد تک زیادہ سے زیادہ دعاؤں کو لے جا سکتے ہیں ہمیں لے جانا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود نے اس وقت بھی تحریک کی تھی کہ سات روزے رکھیں اور دعائیں کریں۔ چند سال ہوئے مَیں نے بھی کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں (خطباتِ مسرور جلد نہم صفحہ 502-501) اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں، اور روزے رکھتے ہیں۔ کم از کم اب ہمیں چاہئے کہ چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں۔ یعنی چالیس ہفتوں تک خاص طور پر روزے رکھیں، دعائیں کریں، نفل ادا کریں اور صدقات دیں۔ کیونکہ بعض جگہ جماعت کے جو حالات ہیں ان میں بہت زیادہ سختی اور شدّت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چِلّائیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے، آسمان سے ہمارے رب کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہوگی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دُور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دُور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دُور ہوں گی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض مشکلات ایسی ہیں جن کا دُور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم دشمن کی زبان کو بند نہیں کر سکتے اور اس کے قلم کو نہیں روک سکتے۔ ان کی زبان اور قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے جسے سننے اور پڑھنے کی ہمیں تاب نہیں ہوتی۔ (اور آجکل تو ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں انتہائی غلیظ الفاظ استعمال کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اشتہارات بھی لگائے جاتے ہیں۔ حکومت کو اُس وقت بھی توجہ دلائی جاتی تھی حالانکہ اُس وقت تو انگریز حکومت تھی لیکن بات نہیں سنی جاتی تھی۔ اسی طرح سنتے تھے جس طرح بہرے سنتے ہیں۔)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ وہی باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اُس زمانے میں کہی جاتی تھیں اگر کسی اور کے متعلق کہی جائیں تو ملک میں آگ لگ جائے۔ مگر وہ باتیں متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہی جاتی ہیں لیکن کہنے والوں پر کوئی گرفت نہیں ہوتی حتی کہ ہمیں یہاں تک رپورٹ ملی ہے (اُس زمانے کی یہ بات ہے) کہ بعض مخالفوں کے حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہمیں افسروں نے یقین دلایا ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو چاہو لکھو کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 153-152)

تو یہ تو ہمیشہ سے جماعت کے ساتھ سلوک ہوتا آیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر روک کے مقابلے میں جماعت ترقی کرتی چلی گئی ہے۔ یہ تو اُس وقت کی حکومت کا حال تھا جس نے اس بارے میں کوئی قانون پاس نہیں کیا ہوا تھا۔ پاکستان میں تو احمدیوں کے خلاف قانون بھی ہے اور قانون ان مخالفین کی مدد کرتا ہے اور وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں جو منہ میں آتا ہے، جو بکواس، دریدہ دہنی کرنی ہوتی ہے وہ کر جاتے ہیں۔ احمدیوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کورٹس جو ہیں وہ بھی اب ذرا ذرا سی بات پر سزائیں دینے پر تُلی ہوئی ہے۔ پس اس کے لئے تو ہمیں بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور چِلّانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں۔ صدقات دیں۔ روزے رکھیں۔ دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو، جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں، جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں، ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں۔ اور عام طور پر تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی جماعت کی ترقی کے لئے اور مظالم سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین

”جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13/فروری 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبان، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین

”ہمارے ہر عہدے دار کو چاہئے کہ وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں اپنے نمونے قائم کریں سلام کرنے میں پہل کریں ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6/فروری 2015)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

مکرم ابو محمد عبد اللطیف صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم ابو محمد عبد اللطیف صاحب کے ایمانی سفر کا ایک حصہ نذرِ قارئین کیا تھا۔ اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

خاندان کی مخالفت کے پیشِ نظر مَیں نے جہاں اپنی اہلیہ کو یہ کہا کہ ہمیں اپنے اہل خانہ کی مخالفت کے بالمقابل صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے، وہاں مَیں نے اپنے رشتہ داروں سے بھی کہا کہ ہماری ایک اپنی دنیا ہے، اپنا گھر ہے اور سب سے الگ ماحول ہے۔ آپ جب چاہیں ہمارے گھر تشریف لائیں، ہم آپ کی خدمت کریں گے، اور آپ اپنے گھروں میں جو چاہیں کہتے پھریں لیکن ہمارے گھر میں بیٹھ کر احمدیت اور بانیٔ احمدیت کے خلاف ہتک آمیز باتیں کریں گے تو مَیں اسے ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔

دستورِ صدا بندی کا سامنا

مَیں نے قبولِ احمدیت کے بعد اپنے علاقے میں اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا اور کبھی اپنے ایمان کو چھپایا نہیں۔ نیز جو بھی احمدیت کے خلاف بات کرتا میں خود اس تک پہنچ کر اس کے اعتراضات کا جواب دیتا اور جماعت کے موقف کی وضاحت کرتا تھا۔

یہ بات دیکھ کر میرے علاقے کے مولویوں کو خطرہ محسوس ہونے لگا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ’’کافر وضال‘‘ اب لوگوں کے ایمان کے لئے خطرہ بن رہا ہے۔ اور ایسے خیالات پھیلا رہا ہے جو ہمارے موروثی عقائد کے خلاف ہیں، لہٰذا اس کا سدّ باب ازبس ضروری ہے۔

میری اہلیہ کے ایک رشتہ دار وکیل ہیں اور اپنی خباثت کی وجہ سے بہت مشہور ہیں انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس یوں نکالی کہ میرے خلاف عدالت میں کیس دائر کر دیا جس میں میرے بارہ میں یہ کہا گیا کہ یہ شخص اسلام سے مرتد ہو کر کسی نئے دین کی تبلیغ کر رہا ہے، لوگوں کے صحیح اسلامی عقائد کو استخفاف کی نظر سے دیکھتا اور خلافِ حق عقائد و امور کی علی الاعلان تبلیغ سے علاقے کے مسلمانوں کو شدید ابتلاء میں ڈالنے کا سبب بنا ہوا ہے لہٰذا اس شخص کو روکا جائے اور اسلامی قانون کے مطابق اسے سزا دی جائے۔ مجھے عدالت میں بلایا گیا اور وہیں پر گرفتاری کی خبر سنائی گئی۔ میں نے کہا کہ مجھے وکیل رکھنے کی اجازت دی جائے تا وہ آپ کے کیس کا جواب دے سکے۔ اس پر مجھے کہا گیا کہ تمہیں اس کی اجازت نہیں ہے اور یوں مجھے اسی وقت جیل میں ڈال دیا گیا۔

مَیں آناً فاناً ہونے والے ایسے سلوک کی توقع نہ رکھتا تھا، بلکہ جو شخص بھی مجھے جانتا تھا اسے اگر میری قید کے بارہ میں بتایا جاتا تو وہ کبھی بھی اس خبر پر یقین نہ کرتا کیونکہ میری شخصیت اور کردار کے پیشِ نظر کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں کسی روز جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گا۔ یہ دن میرے لئے اس قدر مشکل تھے کہ شاید عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں

عجیب عجیب تہمتیں لگا کر قید کرنے کے بعد مجھے خطرناک ثابت کرنے کے لئے یہ حربہ بھی استعمال کیا گیا کہ جیل کے اندر ہی میرے ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ پھر مجھے ایک جیل سے دوسری اور دوسری سے تیسری میں منتقل کیا جاتا رہا۔ ان جیلوں کے درمیان دو سے تین گھنٹے کا بس کا سفر تھا جو میں بیڑیاں پہنے گزارتا لیکن مَیں اس انوکھے سفر کی ان عجیب گھڑیوں کو دعاؤں، استغفار اور درود شریف سے معطّر کرتا رہتا۔

ثباتِ قدمی کی الٰہی توفیق

یہ محض اور محض خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان حالات میں بھی صبر کی طاقت اور توفیق عطا فرمائی۔ میرے جیل میں جاتے ہی میری اہلیہ کے بھائی آئے اور میری اہلیہ کو زبردستی اپنے گھر لے گئے۔ وہاں اسے کہا گیا کہ تمہارا خاوند کافر ہو گیا ہے اور ہم تمہاری اس سے طلاق کی کارروائی کرنے جا رہے ہیں۔

میری اہلیہ نے کہا کہ کل تک ابو محمد تمہاری نظر میں سب سے افضل انسان تھا، کل تک تم اس پر فخر کرتے تھے۔ لیکن آج وہ تمہاری نظر میں دنیا کا خراب ترین انسان بن گیا ہے۔ جبکہ مَیں نے تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھی۔ ہاں اگر کوئی تبدیلی ہے تو وہ بہتری کی تبدیلی ہے، وہ فکری اعتبار سے اور اپنے نیک اعمال کے لحاظ سے پہلے سے بہتر ہو گیا ہے۔ ایسے شخص کو کافر کہنے والوں کو تو خود ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ بہر حال انہوں نے میری اہلیہ کی ایک نہ مانی اور میری اہلیہ کی مرضی کے بغیر ہی عدالت میں قاضی سے اسکے نکاح کے فسخ کرنے کی درخواست دے دی۔ اس درخواست پر کوئی کارروائی تو نہ ہوئی تاہم اسے جج کے سامنے میرے خلاف گواہی کے طور پر استعمال کیا گیا۔ میرے خلاف گواہی دینے والوں کے ساتھ میرا ایک سگا بھائی بھی آیا۔ میرے لئے یہ دیکھنا شاید ناقابل برداشت تھا کہ میرا سگا بھائی اس وقت میرے خلاف گواہی دینے آیا جب مَیں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنے کھڑا تھا۔ مَیں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ میرے بھائیوں میں سے بھی کوئی ایسا کرے گا۔ لیکن یہ حقیقت تھی جو میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میرے سامنے کھڑی تھی۔

ایسی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت دی اور خود سہارا دیا اور میں کسی لمحے بھی تحقیقات کے دوران نہ گھبرایا، نہ خوفزدہ ہوا۔ بلکہ جب بھی مجھ سے سوال کیا جاتا کہ تم قادیانی ہو؟ تو مَیں بڑے وثوق، اعتماد، اور بہادری سے جواب دیتا کہ الحمد للہ میں احمدی ہوں۔ خدا کے فضل سے میں نے سوالات کے جواب میں وہی کچھ کہا جو خدا کو راضی کرنے والا تھا۔

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جب مجھے جیل میں ڈالنے کا حکم صادر ہوا تو میرا ایک بھائی آیا اور مجھے کہنے لگا کہ کچھ ہوش کے ناخن لو، میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ احمدیت چھوڑ دو لیکن خدا کا واسطہ دے کر یہ کہتا ہوں کہ بے شک جھوٹے طور پر ہی سہی یہاں عدالت میں یہ کہہ دو کہ تمہارا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں، تا کہ اس قید سے چھوٹ جاؤ اور بعد میں بے شک خود کو احمدی کہتے رہو۔ مَیں نے کہا کہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولا جاتا۔ مَیں نے جو حق اور سچ قبول کیا ہے وہ اتنا کمزور نہیں کہ اسے جھوٹ کا سہارا دینا پڑے۔ پھر جھوٹ تو شیطان سے آتا ہے، میں شیطان کی بجائے خدا تعالیٰ سے اس کی مدد کا طالب ہوں۔ پھر یہ صرف میرا مسئلہ نہیں بلکہ یہ دنیا میں پھیلے ہوئے لاکھوں احمدیوں کا مسئلہ ہے۔ مَیں تمہارے کہنے پر جھوٹ بول کر ان سب کے سر نہیں جھکا سکتا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ احمدی اور غیر احمدی میں سب سے بڑا فرق یہی ہے کہ احمدی کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ تمہارا کیسا اسلام ہے کہ جسے تم کافر کافر کہہ کر پکار رہے ہو وہ تو جان پر کھیلنے کو تیار ہے لیکن سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ رہا مگر تم بار بار اس ’’کافر‘‘ کو جھوٹ کی تلقین کرنے کے بعد بھی پکّے مسلمان ہو؟!

کاسۂ دروغ میں رہائی کی بھیک

میرے دفاع کے لئے بعض افرادِ جماعت کی مدد سے مقامی وکیل رکھا گیا۔ وہ مجھ سے ملنے آیا اور میرے کیس کی تفصیل پوچھنے کے بعد مجھ سے ایسے امور پر مبنی بیان دینے کا کہا جن کا حقیقت سے دُور کا بھی تعلق نہ تھا۔ دوسرے لفظوں میں اس نے مجھے صاف جھوٹ بولنے کا مشورہ دیا۔ میں نے کہا کہ تمہیں جماعت نے وکیل کیا ہے اور ہماری جماعت وہ ہے کہ ہمارے امیر المومنین افراد جماعت کو سچ بولنے اور سچ پر قائم رہنے کی تلقین فرماتے ہیں جبکہ تم مجھے سراسر جھوٹ بولنے کی ترغیب دے رہے ہو۔

وکیل صاحب: تم کس امیر المومنین کی بات کر رہے ہو؟

ابو محمد: حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی جو امام جماعت احمدیہ اور حضرت امام مہدی کے پانچویں خلیفہ ہیں۔

وکیل صاحب: خلافت حضرت علیؓ کے بعد ختم ہو گئی تھی اور ان کے بعد کسی کو امیر المومنین کہلانے کا حق نہیں ہے۔ تم کس دنیا میں رہ رہے ہو۔ ان باتوں کو چھوڑو اور اگر جان بچانی ہے تو جیسے میں کہتا ہوں ویسے بیان دو۔

ابو محمد: کیا تم نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پڑھا ہے؟ اس کے نفی میں جواب دینے پر مَیں نے کہا کہ میں تمہیں کتابیں دوں گا۔ پہلے تم جماعت کے بارہ میں پڑھو پھر میری وکالت کرنا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس جماعت کے بارہ میں پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میں نے کہا پھر مجھے کاسۂ دروغ میں ملنے والی رہائی قبول نہیں ہے۔ مجھے نہ تمہاری ضرورت ہے نہ تمہاری وکالت کی، اور نہ تمہارے مشوروں کی۔ میں تو سچ بولوں گا۔ نیز مَیں نے اسے کہا کہ اگر میں نے تمہیں اگلی تاریخ پر کمرۂ عدالت میں دیکھا تو میں جج صاحب سے کہوں گا کہ یہ شخص مجھے جھوٹ بولنے پر اکساتا ہے۔ چنانچہ وہ ڈر کر دوڑ گیا اور پھر میری درخواست پر دوسرا وکیل رکھا گیا جسے میں نے پہلی ملاقات میں ہی کہہ دیا کہ آپ کو ایک شرط پر میری وکالت کے لئے رکھا جائے گا اور وہ یہ ہے کہ ہر بات میں سچائی کو مدّ نظر رکھا جائے گا۔ اگر سچائی کی شرط آپ کو قابل قبول ہے تو آپ میرے وکیل ہیں ورنہ کل دستبردار ہونے کی بجائے آج ہی اپنی راہ لیں۔

عصمت و ایمان کے محافظ

شروع شروع میں مجھے انفرادی جیل میں رکھا گیا اور مجھے کہا گیا کہ تمہیں دوسرے قیدیوں کے ساتھ اس لئے نہیں رکھا جا رہا تا تم اپنے گمراہ کن خیالات سے دیگر قیدیوں کے دماغ بھی خراب نہ کر دو۔

مَیں حیران تھا کہ ان قیدیوں میں چور اور بٹمار بھی تھے، ان میں زانی اور فحشاء میں ملوّث بھی تھے، ان میں قاتل و سفّاک بھی تھے۔ جیل والوں کو ان سے کوئی خطرہ نہ تھا کہ وہ اپنے گندے خیالات دوسروں میں پھیلا دیں گے۔ اگر خطرہ تھا تو مجھ سے کہ کہیں مَیں اس قماش کے قیدیوں کو امام الزمان علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں نہ بتا دوں۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه۔ بالآخر انہوں نے مجھ سے عہد لیا کہ میں کسی قیدی سے اپنے عقائد کے بارہ میں بات نہیں کروں گا۔ اور اس عہد کے بعد مجھے دیگر قیدیوں کے کمرہ میں منتقل کیا گیا۔

تمہارا کفر اس کے اسلام سے بہتر ہے!!!

اسی عرصہ میں جیل میں ایک چینی شخص بھی کسی جرم کی پاداش میں لایا گیا۔ تمام قیدی حسبِ معمول ناچ گانے میں مصروف تھے جبکہ مَیں ایک طرف ہو کر بیٹھا ذکر الٰہی کر رہا تھا۔ چینی قیدی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کچھ دیر کے بعد کہنے لگا کہ سب قیدی ناچ رہے ہیں آؤ ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ میں رقص نہیں کرتا۔ مَیں یہاں ذکر الٰہی کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ اسنے کہا اچھا اگر یہ بات ہے تو میں تمہارے ساتھ بیٹھتا ہوں اور وقت بِتانے کے لئے ایسا کرتے ہیں کہ تم مجھے کچھ عربی سکھاؤ اور مَیں تمہیں کچھ چینی زبان سکھاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے مجھے چینی زبان کے بعض ابتدائی فقرے سکھائے۔ جب میری باری آئی تو میں نے اسے کہا کہ مَیں تمہیں کلمہ شہادت سکھاتا ہوں۔ اس نے بڑی خوشی سے اسے قبول کیا اور چونکہ تھوڑی بہت عربی جانتا تھا اس لئے بڑی جلدی صحیح پڑھنا بھی شروع کر دیا۔ شاید ہماری آواز جیل کے دروازے پر کھڑے گارڈ تک بھی پہنچ گئی اور وہ فوراً ہمارے قریب آ کر کہنے لگا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ مَیں نے کہا تمہیں اس سے کیا غرض؟ جاؤ اپنا کام کرو۔ لیکن لگتا ہے وہ ہماری باتیں سن چکا تھا۔ چنانچہ اس نے چینی قیدی کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہیں کلمۂ شہادت پڑھا کر جو مسلمان کر رہا ہے اس کی بات نہ سنو، بلکہ اپنے کفر پر ہی قائم رہو کیونکہ تمہارا کفر اس کے اسلام سے ہزار درجے بہتر ہے۔

پسِ دیوارِ زنداں

میری طبیعت ایسی ہے کہ گند کو دیکھ کر بھی الجھن محسوس ہوتی ہے اور جسم پر خارش کا احساس شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن جس جیل میں مجھے منتقل کیا گیا شاید وہ گندگی میں پہلے نمبر پر تھی۔ ہر طرف گند بکھرا ہوا۔ ٹائلٹس اتنے گندے کہ بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ چند روز کے مقابلہ کے بعد بالآخر میری جسمانی قوت مدافعت جواب دے گئی اور مجھے الرجی اور خارش شروع ہو گئی، جسم پر دانے بن گئے اور ان پر شدید خارش کرنے کی وجہ سے جسم پر زخم ہونے لگے۔

جیل میں مجھے اس کے علاج کے لئے ایک کریم دی گئی جس سے خارش کا حملہ کچھ دیر کے لئے کم ہوجاتا تھا۔لیکن مسلسل گندگی میں رہنے کی وجہ سے یہ الرجی میرے پورے جسم میں پھیل گئی۔جیل سے رہائی کے بعد بھی بہت علاج کروایا لیکن وقتی افاقہ ہوتا اور چند دنوں کے بعد ہی خارش دوبارہ عود کر آتی۔پھر ایک سال بعد اس سے معجزانہ طور پر چھٹکارا حاصل ہوگیا۔اس کا بیان اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

......☆......☆......☆......

مکرم ابو محمد عبد اللطیف صاحب (3)

گزشتہ دو اقساط میں ہم نے مکرم ابو محمد صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کا بڑا حصہ پیش کر دیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس ایمانی سفر کے باقی واقعات پیش کئے جائیں گے۔وہ بیان کرتے ہیں:

جیل میں مجھے جسمانی طور پر تو کوئی اذیّت نہیں پہنچائی گئی لیکن مختلف کارندوں کی طرف سے جب جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی جاتی تو مجھے نفسیاتی طور پر شدید اذیت سے گزرنا پڑتا۔لیکن اس طرح دعا کی بھی توفیق ملتی اور مَیں ملاقات کے لئے آنے والے احمدی احباب کو بھی اس کی تلقین کرتا۔اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑے نشان دکھائے۔مثلاً چینی قیدی کو کلمۂ شہادت پڑھانے والا واقعہ گزر چکا ہے جسے سن کر جیل کا داروغہ سمجھا تھا کہ شاید میں اسے تبلیغ کرکے مسلمان کرنے لگا ہوں لہٰذا اس نے چینی قیدی کو مخاطب کرکے کہا کہ تمہارا کفر اس (ابومحمد) کے اسلام سے بہتر ہے اس لئے اپنے کفر پر قائم رہو۔

یہ سن کر میرا دل درد سے بھر گیا اور ایسی حالت میں پُرسوز دعاؤں کی توفیق ملی۔خدا تعالیٰ کو اپنے دین اور اپنے کلمہ کی بڑی غیرت ہے۔لہٰذا چند روز ہی گزرے تھے کہ اس داروغہ کے خلاف کوئی کیس بنا اور اسے نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔مجھے تو خیر خدا کی تقدیر پر یقین تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اسے بھی احساس ہو گیا کہ اسے یہ سزا اپنے کہے گئے جملے کی وجہ سے ملی ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ جیل سے رہائی کے بعد ایک روز اتفاق سے سرِراہ اس سے ملاقات ہوگئی۔وہ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ مجھے معاف کردو کیونکہ مَیں نے تمہارے بارہ میں نہایت نامناسب بات کہی تھی۔مَیں نے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور مَیں بھی تمہارے لئے دعا کروں گا۔

دسواں پہاڑ

جیل کے ایام میں مجھے اپنے اردگرد سے بھی بہت کچھ سننا پڑتا تھا۔بعض کہتے تھے کہ اسے سرِعام پھانسی دے دینی چاہئے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے۔اسی طرح بعض دیگر مختلف طریقوں سے تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بناتے لیکن یہ باتیں میرے ایمان میں مزید پختگی کا باعث بنتی تھیں چنانچہ میں نے کہا کہ اگر خدا کی یہی تقدیر ہے تو میں تیار ہوں۔ایک عبد اللطیف عجمیوں میں سے تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کے جرم میں شہید کر دیا گیا اور انشاء اللہ عربوں میں سے دوسرا عبد اللطیف بنوں گا جسے امام الزمان پر ایمان کی پاداش میں شہادت کا درجہ نصیب ہوگا۔

لوگوں کی باتیں سن کر مجھے اگر کسی کا خیال آتا تھا تو وہ خلیفۂ وقت کا،میں ایسے حالات میں اپنے احمدی احباب کے ذریعہ حضور انور کی خدمت میں پیغام بھجواتا تھا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں میری طرف سے یہ عرض کر دیں کہ احمدیت تو خون کے ساتھ میرے رگ و ریشہ میں سما چکی ہے۔اسلئے حضور انور میرے بارہ میں پریشان نہ ہوں۔میں اپنے ایمان اور عہد پر قائم ہوں۔کوئی دھمکی،کوئی خوف میرے ایمان کو متزلزل نہیں کرسکتا۔میں جس علاقے میں رہتا ہوں اس کے اردگرد 9 پہاڑ ہیں،اور میں حضور انور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اپنی ثبات قدمی کے حوالے سے اس علاقے کا دسواں پہاڑ میں ہوں اور کوئی بھی مجھے میرے موقف سے ہٹا نہیں سکتا۔

اِنِّی مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ

چونکہ مَیں نے تین مختلف جیلوں میں اپنی قید کا عرصہ گزارا تھا اس لئے کئی داروغوں سے واسطہ پڑا تھا۔جیل سے رہائی کے بعد ایک روز اتفاقاً ایک داروغے سے ملاقات ہوئی اور ہمارے مابین بعض دینی امور کے بارہ میں بات چیت ہونے لگی۔کچھ دیر کے بعد ہماری گفتگو کا رخ بعض دنیاوی امور کی طرف ہو گیا اور کسی بات پر ہمارا اختلاف ہوگیا۔اس کے غلط موقف کی میں نے ایک دو بار تصحیح کی تو وہ زچ ہو کر کہنے لگا کہ تم ہو کون؟ کل تک تو تم میری جیل میں میرے قیدی تھے اور آج آکر مجھے اصلاح کے بھاشن دے رہے ہو۔

میں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ ہمارے معاشرے میں کسی کے کردار کو مشکوک کرنے کے لئے اس کے بارہ میں اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ وہ جیل میں رہا ہے۔لیکن تمہیں معلوم ہے کہ مَیں کسی چوری،ڈاکے یا کسی جرم کی پاداش میں جیل نہیں گیا تھا۔مَیں اپنے ایمان کی حفاظت میں جیل گیا تھا۔چنانچہ تم جس بات کا مجھے طعنہ دے رہے ہو وہ میرے لئے قابلِ فخر ہے۔اس کے ساتھ مزید بات کرنے کا تو اب کوئی مقصد نہ رہا تھا اس لئے میں اس کو چھوڑ کر چلا آیا لیکن اس کی بات کی کاٹ میرے دل کو زخمی کر گئی۔اور بار بار میری زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام: اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ آنے لگا۔واپسی پر میری ملاقات اپنے ایک دوست سے ہوئی جسے تفصیل بتاتے ہوئے میں نے کہا کہ میں تو امام الزمان پر اپنے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کی پاداش میں جیل گیا تھا اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ کسی قابل شرم فعل کے ارتکاب میں قید نہیں ہوا،لیکن کسی کو اس طرح ناجائز طعنے دینے والے کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ اسے کسی جرم کی پاداش میں جیل میں ڈلوا دے۔

اس واقعہ کے صرف ایک ہفتہ کے اندر ہی میں نے سنا کہ مذکورہ بالا شخص کی جیل سے اس کی ڈیوٹی کے دوران ایک قیدی فرار ہوگیا اور اس کو فرار کروانے کا الزام اس داروغہ پر عائد ہوا جس کی پاداش میں قیدی کی جگہ پر اس داروغہ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔یوں جس بات کا اس نے مجھے طعنہ دیا تھا وہ خود اس میں گرفتار ہوگیا۔

اہلیہ کی بیعت

جیل کے دوران مجھے لمبی قید کے اشارے مل رہے تھے لہٰذا میں نے جیل سے ہی اپنی اہلیہ کو فون کر کے کہا کہ شاید مجھے لمبی قید کی سزا ہوجائے لیکن ایسی حالت میں بڑا ظلم ہوگا کہ میں تمہیں اپنے ساتھ زبردستی باندھے رکھوں۔اس لئے مَیں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ اگر چاہو تو میرا انتظار کرو اور چاہو تو بے شک اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرلو،مجھے تم سے کوئی شکوہ نہ ہوگا۔الحمد للہ کہ میری بیوی نے بڑے تحمّل کے ساتھ میری بات سننے کے بعد کہا آپ مجھے ہر حالت میں اپنے موقف کا مؤید بن کر اپنے پہلو میں کھڑا پائیں گے۔یوں اس وقت اقرار کرنے کے بعد میری اہلیہ نے بھی جیل سے میری رہائی کے بعد سچے دل سے بیعت کرلی۔

سزا اور رہائی

تقریباً دو ماہ کی جیل کے بعد میرے کیس کا فیصلہ ہوگیا اور مجھے جج نے قبولیت احمدیت کے جرم میں دو سال کی سزا سنائی۔سزا کی خبر بھی مجھے متزلزل نہ کرسکی۔مجھے سب سے بڑی تسلی اس بات سے ہوتی تھی کہ خلیفہ وقت میرے لئے دعا کر رہے ہیں اور افراد جماعت کو میرے لئے دعا کی تلقین فرماتے ہیں۔مجھے خدا کے حضور ان دعاؤں کی قبولیت کا یقین تھا لیکن یہ وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ اس قدر جلدی قبول ہونے والی ہیں۔

ہوا یوں کہ انہی ایام میں حاکم وقت کو بیماری سے شفا حاصل ہوئی تو اس خوشی میں اس نے بعض قیدیوں کی رہائی کا بھی اعلان کیا۔لیکن اس اعلان سے وہی قیدی استفادہ کر سکتے تھے جو اپنی سزا کا نصف حصہ جیل میں گزار چکے تھے۔مجھے تو دو سال کی سزا ہوئی تھی اور ابھی میں نے پہلے دن سے لے کر کل اڑھائی ماہ کا عرصہ جیل میں گزارا تھا۔لیکن دعاؤں کا کرشمہ یوں ظاہر ہوا کہ حاکم وقت کے اعلان کے اگلے روز قیدیوں کی رہائی کا پروانہ اور ان کے ناموں کی جو فہرست جاری ہوئی ان میں سے پہلا نام اس عاجز کا تھا۔

یوں جیل کا ہر دن اور ہر مرحلہ مجھے اپنے ایمان میں مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا گیا اور مَیں جب جیل سے نکلا تو اگلے روز اپنے آفس میں ایسے کام کر رہا تھا جیسے گزشتہ چند ہفتوں میں کوئی غیر معمولی واقعہ نہ ہوا ہو۔

لقاءِ حبیب اور دعاءِ مستجاب

رہائی کے بعد پیارے آقا سے ملنے کی تڑپ اور بھی بڑھ گئی۔چنانچہ مَیں کچھ عرصہ کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر لندن میں حاضر ہوا۔پیارے آقا سے ملاقات،مصافحہ اور معانقہ کرکے جو احساس ہوا اس کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔حضور انور نے نہایت پیار،بے پایاں شفقت،غیر معمولی محبت اور لطف وکرم سے نوازا کہ مجھے اپنی قسمت پر رشک آنے لگا۔

حضور انور سے ملاقات کے دوران میں نے دو امور کیلئے بطور خاص دعا کی درخواست کی۔ایک تو جیل سے لگنے والے وائرس سے شفا پانے کیلئے تھی جس نے جیل سے رہائی کے بعد کئی ماہ گزرنے کے باوجود مجھے پریشان کر رکھا تھا۔مَیں نے اچھے سے اچھا علاج کرایا لیکن وقتی آرام آتا اور محض چند دن کے بعد بیماری پھر مزید شدّت کے ساتھ عود کر آتی تھی۔اور دوسری درخواست کیلئے میری اہلیہ نے مجھے خصوصی تاکید کی تھی اور وہ ہمارے ہونے والے بچے کیلئے تھی۔جس کے بارہ میں ڈاکٹرز نے کہا تھا کہ بچے کی پوزیشن درست نہیں ہے اور اس کی ولادت آپریشن سے ہوگی۔

جب میں نے ہر دو امور کے بارہ میں دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے فرمایا کہ اللہ فضل فرمائے گا اور تمہیں بھی شفا مل جائے گی اور بچہ کی پیدائش بھی نارمل ہوجائے گی۔

گو مجھے خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا تو ذاتی طور پر بھی تجربہ تھا لیکن یہ احساس نہ تھا کہ خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ بھی دعا کا رنگ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پاجاتے ہیں۔لہٰذا میں یہی سمجھا کہ حضور انور کا مذکورہ بالا جملہ مجھے تسلی دینے کیلئے ہے۔لیکن جب میں واپس اپنے ملک آیا تو پیارے آقا کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان دعائیہ کلمات کا پہلا نشان یوں ظاہر ہوا کہ وہ خارش جس کا علاج کرا کرا کے مَیں تھک گیا تھا اور ایک سال سے اس تکلیف میں گرفتار تھا وہ خلیفۂ وقت کی دعا سے مکمل طور پر ختم ہوگئی اور اب تک اس کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

دوسرا نشان ہمارے ہاں بچے کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوا۔ہمارے ہاں ہسپتالوں میں بچے کی ولادت کیلئے دو کمرے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں ایک نارمل ولادت کیلئے اور ایک آپریشن سے ولادت کے لئے۔چونکہ آخری وقت تک ڈاکٹرز کی یہی رائے تھی کہ بچے کی پوزیشن ٹھیک نہیں ہے لہٰذا میری اہلیہ کے لئے آپریشن تھیٹر کو تیار کیا گیا۔عین اس وقت جبکہ میری اہلیہ کے آپریشن کی تیاری ہو رہی تھی مَیں نے دیکھا کہ کچھ سٹاف بڑی تیزی سے نارمل ولادت والے کمرے کو تیار کر رہے ہیں۔میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ابھی یکدم بچے کی پوزیشن درست ہوگئی ہے اور اب لگتا ہے کہ ولادت بغیر آپریشن کے ہی ہوگی۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔یہ ہمارے لئے خلیفہ وقت کی استجابت دعا کا بہت بڑا نشان تھا۔

برکاتِ قربِ خلافت

اسی طرح جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر میرے ساتھ ایک اور غیر معمولی واقعہ بھی ہوا جسے بلا شبہ قرب خلافت اور برکاتِ خلافت کی ایک جھلک سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

مَیں جامعہ احمدیہ برطانیہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے اہل وعیال کے بارہ میں سوچ رہا تھا کہ اچانک محض چند لمحات کیلئے میری آنکھوں کے سامنے ایک منظر آگیا۔میں نے دیکھا کہ میری بیٹی نیلے رنگ کی ایک شیشی سے شیمپو زمین پر گرا رہی ہے اور میری دوسری بیٹی اس شیمپو والے فرش پر چلنے لگی ہے تو پھسل کر گر جاتی ہے۔

یہ منظر محض چند لمحوں کے لئے ہی آنکھوں کے سامنے آیا اور پھر بسرعت غائب ہوگیا۔میں نے فوراً فون لیا اور اپنی بیوی کو بتایا کہ میں نے ابھی ابھی یہ نظارہ دیکھا ہے۔وہ میری یہ بات سن کر دم بخود رہ گئی اور پھر کہنے لگی کہ کچھ دیر قبل بعینہٖ یہی واقعہ یہاں ہوا ہے،بڑی بیٹی نے شیمپو گرایا اور چھوٹی بیٹی اس سے پھسل کر گر گئی،اور عجیب بات یہ ہے کہ شیمپو والی بوتل کا رنگ بھی نیلا ہی ہے۔لیکن اللہ کے فضل سے دونوں محفوظ ہیں،کسی کو چوٹ وغیرہ نہیں آئی۔

یہ بلاشبہ قرب خلافت کی برکات میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نہایت قیمتی تحفہ تھا۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے دو بار مجھے قادیان کی زیارت کی توفیق بھی عطا فرمائی۔وہاں کے مقامات مقدسہ کی زیارت کے وقت کے جذبات،وہاں کی جانے والی عبادات،اور وہاں گزارے جانے والے دن اور رات کے بارہ میں لکھنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

خدا کا احسان ہے کہ اس نے امام الزمان کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔اس نعمت پر جس قدر شکر کیا جائے کم ہے۔ **(باقی آئندہ)**

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5 و 12 فروری 2016)

اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے۔ اس کا نام وحدت جمہوری ہے۔ یہ نمازیں باجماعت جو ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اس وحدت کیلئے ہی ہیں تا کہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اسلئے ہے کہ جسکے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوت دیوے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15 ؍جنوری 2016 بطرز سوال و جواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور نیکیوں پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی حفاظت کس شرط سے مشروط ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے اور انہیں نوازتا ہے بشرطیکہ وہ اولاد اور نسل بھی نیکی پر قائم رہنے والی ہو۔

سوال حضرت علیؓ نے آنحضورؐ کی خاطر کیا قربانیاں کیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کے ابتدائی ایام میں اپنے خاندان کے لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے دعوت کی تو پہلی دعوت میں کھانا کھا چکنے کے بعد جب اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے آپ کھڑے ہوئے اور ابھی بات شروع ہی کی تھی تو ابولہب نے سب کو منتشر کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس حرکت پر بڑے حیران ہوئے لیکن مایوس نہیں ہوئے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ حضرت علی سے فرمایا کہ دعوت کا دوبارہ انتظام کرو۔ چنانچہ دوسری دفعہ آپ نے اسلام کا پیغام پہنچایا تو سب مجلس سنّاٹے میں آ گئی۔ سب خاموش تھے۔ کوئی نہیں بولا۔ آخر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ جو بھی لوگ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں گو مَیں عمر میں ان سب سے چھوٹا ہوں لیکن آپ نے جو فرمایا ہے مَیں اس بارے میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ ساتھ دوں گا۔ بہرحال اس کے بعد مکہ میں مخالفت عروج پہ پہنچ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنی پڑی۔ اُس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کی توفیق دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا تم یہاں لیٹے رہو تا کہ دشمن سمجھے کہ مَیں لیٹا ہوا ہوں۔ اُس وقت حضرت علیؓ نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ! دشمن باہر گھیرا ڈال کے کھڑا ہے صبح جب انہیں پتا چلے گا تو بعید نہیں کہ مجھے قتل کر دیں۔ بلکہ بڑے اطمینان کے ساتھ حضرت علیؓ آپ کے بستر پر سو گئے۔ اور صبح جب کفّار کو پتا چلا تو انہوں نے حضرت علیؓ کو بہت مارا پیٹا۔ لیکن بہرحال اُس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر چکے تھے۔

سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا فضل نازل فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ پر پہلا فضل تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر حضرت علیؓ کے مختلف کاموں کی وجہ سے بڑی تعریف فرمائی۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت علیؓ کو مدینے میں رہنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علیؓ! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری میری نسبت وہ ہو جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی۔ حضرت موسیٰؑ ہارونؑ کو پیچھے چھوڑ کر گئے تھے۔ اس سے ہارون کی عزت کم نہیں ہوئی تھی۔ پس حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اللہ تعالیٰ نے عزت اس طرح قائم فرمائی اور پھر آپ تک ہی نہیں بلکہ اسلام میں جو اکثر اولیاء اور صوفیاء گزرے ہیں وہ حضرت علی کی اولاد میں سے ہی ہیں یا تھے اور ان اولیاء کو بھی اللہ تعالیٰ نے معجزات اور اپنی تائیدات عطا فرمائیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز باجماعت کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ایک موقع پر نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے۔ اس کا نام وحدت جمہوری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگے میں سب پروئے جائیں۔ مذہب وہی ہے جو سب کو اکٹھا کر دے، ایک بنا دے۔ فرمایا کہ یہ نمازیں باجماعت جو ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اس وحدت کیلئے ہی ہیں تا کہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اسلئے ہے کہ جسکے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوت دیوے۔ یعنی نمازی ایک دوسرے سے قوت حاصل کریں۔ فرمایا اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اوّل یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّے کی مسجد میں ادا کریں تا کہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل کر کمزوری کو دور کریں اور آپس میں تعارف ہو کر اُنس پیدا ہو جاوے۔ فرمایا کہ تعارف بہت عمدہ شئے ہے کیونکہ اس سے اُنس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کی نماز باجماعت کی پابندی کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے کیا واقعہ سُنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نماز باجماعت کی پابندی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز اتنی پیاری تھی کہ جب کبھی بیماری وغیرہ کی وجہ سے آپ تشریف نہ لا سکتے اور گھر میں ہی نماز ادا کرنی پڑتی تھی تو والدہ صاحبہ یا گھر کے بچوں کو ساتھ ملا کر نماز باجماعت پڑھا کرتے تھے۔‘‘ (خطبات محمود جلد 13 صفحہ 538)۔ صرف نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ باجماعت نماز پڑھتے تھے۔

سوال نماز باجماعت کا حضور نے کیا فائدہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: باجماعت نماز کا جہاں انسان کو ذاتی فائدہ ہوتا ہے، وہاں جماعتی فائدہ بھی ہے اور جو نمازوں پر مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے بھی ہیں کہ آ کر آپس میں رنجشوں کو دُور کر کے اُنس اور تعلق پیدا نہیں کرتے انہیں نمازیں پھر کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ کیونکہ ایک نماز کا عبادت کے علاوہ جو مقصد ہے ایک وحدت پیدا ہونا آپس میں اُنس اور محبت پیدا ہونا وہ حاصل نہیں ہوتا۔ پس اس سوچ کے ساتھ ہمیں اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کرنی چاہئے اور اس سوچ کے ساتھ مسجد میں آنا چاہئے تا کہ ہم ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نمازیں ادا کرنے والے بنیں اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

سوال حضور انور نے حضرت امیر معاویہ کا نماز کے ضائع ہونے کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نمازوں کے ضائع ہونے کا ایک واقعہ حضرت امیر معاویہؓ کا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ کی صبح کے وقت آنکھ نہ کھلی اور کھلی تو دیکھا کہ نماز کا وقت گزر گیا ہے۔ اس پر وہ سارا دن روتے رہے۔ دوسرے دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی آیا اور نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔ انہوں نے پوچھا تُو کون ہے؟ اس نے کہا شیطان ہوں جو تمہیں نماز کیلئے اٹھانے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا تجھے نماز کیلئے اٹھانے سے کیا تعلق؟ یہ بات کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کل جو میں نے تمہیں سوتے رہنے کی تحریک کی اور تم سوتے رہے اور نماز نہ پڑھ سکے اس پر تم سارا دن روتے رہے، فکر کرتے رہے۔ خدا نے کہا کہ اسے نماز باجماعت پڑھنے سے کئی گنا بڑھ کر ثواب دے دو۔ (یعنی اس رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کئی گنا ثواب دینے کا حکم دیا) تو مجھے اس بات کا بڑا صدمہ ہوا۔ (شیطان کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا بڑا صدمہ ہوا) کہ نماز سے محروم رکھنے پر تمہیں اور زیادہ ثواب مل گیا۔ آج میں اسلئے جگانے آیا ہوں کہ آج بھی کہیں تم زیادہ ثواب نہ حاصل کر لو۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ شیطان تب پیچھا چھوڑتا ہے جب کہ انسان اس کی بات کا توڑ کرتا ہے، اس سے وہ مایوس ہو جاتا ہے اور چلا جاتا ہے۔

سوال آیت کریمہ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات:23) کی حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت ہے کہ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات:23) اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور جو کچھ وعدہ کیا جاتا ہے وہ بھی ہے۔ فرمایا اس سے ایک نادان دھوکہ کھاتا ہے اور تدابیر کے سلسلے کو باطل کر دیتا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ملے گا۔ اس لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کچھ بھیج دے گا۔ فرمایا حالانکہ سورۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (الجمعہ:11)۔ تم زمین میں منتشر ہو جاؤ اور خدا کے فضل کو تلاش کرو اور خدا کا فضل تلاش کرنا یہی ہے کہ محنت کرو اور اپنے قویٰ کو استعمال میں لاؤ۔ فرمایا کہ یہ نہایت نازک معاملہ ہے کہ ایک طرف تدابیر کی رعایت ہو، دوسری طرف توکّل بھی پورا ہو۔ فرمایا اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تدابیر بھی پوری ہوں۔ جو اسباب ہیں ظاہری ان کو بھی پوری طرح کرو اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو۔ یہ حقیقی مومن کی نشانی ہے اور فرمایا کہ اس کے اندر شیطان کو وساوس کا بڑا موقع ملتا ہے۔ یعنی تدابیر کرنا اور اللہ پہ توکّل کرنا ان دونوں چیزوں کے درمیان جو فرق ہے بڑا ضروری ہے اور دونوں چیزیں کرنی انتہائی ضروری ہیں اور شیطان ان دونوں کے بیچ میں آ کے رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، ایمان خراب کرتا ہے۔ اس لئے اس بات کا خیال رکھو۔ فرمایا کہ بعض لوگ ٹھوکر کھا کر اسباب پرست ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ خدا کے عطا کردہ قُویٰ کو بیکار محض خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو جاتے تو تیاری کرتے تھے۔ گھوڑے ہتھیار بھی ساتھ لیتے تھے۔ بلکہ آپ بعض اوقات دو دو زرہیں پہن کر جاتے تھے۔ تلوار بھی کمر سے لٹکاتے تھے۔ حالانکہ ادھر خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:68)۔ اور اللہ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ پس تدبیر پوری کر کے پھر توکّل کا حکم ہے۔ اسی طرح ہر معاملے میں محنت کر کے پھر توکّل کا حکم ہے۔ اسکے بغیر خدا تعالیٰ کی مدد نہیں آتی۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ کی کیا وضاحت فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کی ایک بڑی خوبصورت تشریح حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی ہے جو مَیں بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس نے خود (یعنی اللہ تعالیٰ نے خود) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور جب وہ وقت آئے گا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو وہ کونسے احمق ہوں گے (آپ اپنے سامنے بیٹھے ہوؤں کو مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں) جو تم سے برکت حاصل نہیں کریں گے۔ کپڑے تو بے جان چیز ہیں اور تم جاندار ہو۔ (اس وقت سامنے آپ کے بعض صحابہ بھی ہوں گے۔ بعض تابعی بھی ہوں گے۔ تبع تابعین بھی ہوں گے) فرمایا کون سے احمق ہوں گے جو تم سے برکت حاصل نہیں کریں گے۔ کپڑے تو بے جان چیز ہیں اور تم جاندار ہو۔ جب وہ وقت آئے گا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو آپ کے صحابہ اور تابعین اور پھر تبع تابعین سے بھی ان کے درجات کے مطابق برکت حاصل کی جائے گی۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کی ظاہری حفاظت کے متعلق کیا ہدایات دیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ نے انجمن کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات ہیں کپڑے ہیں ان کو صحیح طرح رکھنے کا انتظام نہیں ہے۔ اب تبرکات کے لئے اللہ کے فضل سے ربوہ میں بھی، قادیان میں بھی کام ہو رہا ہے۔ کافی حد تک اس پہ کام ہو چکا ہے اور محفوظ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بہرحال آپ نے انجمن کو توجہ دلائی کہ اس کا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کے تبرکات کو محفوظ کیا جائے اور فرمایا کہ بعض ماہر ڈاکٹروں کو یا سپیشلسٹ کو بلایا جائے جو اس بات پر غور کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کس طرح محفوظ کئے جا سکتے ہیں۔ ان کپڑوں کو شیشوں میں بند کر کے اس طرح رکھا جائے کہ وہ کئی سو سال تک محفوظ رہتے چلے جائیں یا انہیں ایسے ممالک میں بھیجا جائے جہاں کپڑوں کو کیڑا نہیں لگتا مثلاً امریکہ ہے۔ وہاں یہ کپڑے بھیج دیئے جائیں تا کہ انہیں محفوظ رکھا جا سکے اور آئندہ آنے والی نسلیں اس سے برکت حاصل کر سکیں۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ از صفحہ نمبر 2

کام کرنے کی توفیق ملی اور اس کا بڑا اچھا نیک اثر ہوا۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام کر رہی ہے اور ماڈل ولیج پراجیکٹ اور پانی کے نلکے لگانے کا کام بڑا اچھا چل رہا ہے۔ سولر سسٹم بھی یہ لگا رہے ہیں اور اس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان علاقوں پر بڑا اچھا اثر ہو رہا ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ سے بھی بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔ فری میڈیکل کیمپس بھی دنیا میں لگائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے احمدیت کا اور اسلام کا پیغام پہنچتا ہے۔

خون کے عطیات۔ امریکہ میں اس سال ایک سو تیس بلڈ ڈرائیوز منعقد کی گئیں جن میں تین ہزار خون کے عطیات دیئے گئے اور اس کا وہاں کے لوگوں پر بڑا اچھا اثر ہوتا ہے۔ آسٹریلیا میں بھی یہ کام ہو رہا ہے۔ کینیڈا میں بھی ہو رہا ہے۔ بھارت، بنگلہ دیش، جرمنی، ماریشس، آئرلینڈ، یوکے اس سلسلے میں کافی اچھا کام کر رہے ہیں۔

آنکھوں کے فری آپریشن۔ اس میں گوئٹے مالا، سیرالیون، مالی، برکینا فاسو، لائبیریا، بینن اور ٹوگو میں اچھا کام ہو رہا ہے۔ موتیا کے انہوں نے کافی فری آپریشن کئے ہیں۔ چیریٹی واک کے ذریعہ سے کافی اچھی کولیکشن ہو جاتی ہے جو مختلف چیریٹیز میں تقسیم کی جاتی ہے۔

قیدیوں سے رابطہ اور خبر گیری میں بھی بعض ملکوں میں بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔ برکینا فاسو میں بھی۔ کنشاسا کونگو میں بھی۔ عید الاضحیٰ اور دوسرے موقعوں پر یہاں چیزیں تقسیم کی گئیں۔

نومبائعین سے رابطے

نومبائعین سے رابطے کی بحالی کے سلسلے میں نائیجیریا نے اس سال پچیس ہزار سے اوپر نومبائعین سے رابطہ بحال کیا۔ بینن نے بائیس ہزار سے زائد نومبائعین سے دوبارہ رابطہ قائم کیا جو بڑے عرصے سے سالوں سے کٹا ہوا تھا۔ برکینا فاسو نے انیس ہزار آٹھ سو سے زائد نومبائعین سے رابطہ کیا۔ آئیوری کوسٹ نے تیرہ ہزار سات سو سے زائد، سیرالیون نے پانچ ہزار تین سو سے زائد، اسی طرح کینیا چار ہزار سے اوپر۔ ٹوگو، غانا، ہندوستان، گنی بساؤ، مالی، تنزانیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رابطے میں کافی وسعت پیدا ہو رہی ہے اور پرانے جو گمے ہوئے تھے ان میں جنہوں نے دین کو دین سمجھ کر، احمدیت کو سمجھ کر قبول کیا تھا وہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ واپس آ رہے ہیں۔ جو کسی غرض کے لئے آئے تھے وہ علیحدہ ہو رہے ہیں تو ان کے لئے علیحدہ ہونا ہی بہتر ہے۔

ساوے ریجن (بینن) کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ پرانے نومبائعین سے تعلق از سر نو بحال کرنے کے لئے لوکل مبلغین اور معلمین پر مشتمل ٹیمیں بنا کر ریجن میں روانہ کی گئیں۔ میں بھی ایک ٹیم کے ہمراہ ایک جگہ گیا۔ گاؤں میں جو بینن سے ملحق نائیجیریا کی سرحد کے قریب واقع ہے جب ہمارے مقامی مبلغ ابوبکر صاحب اور خاکسار نے اس جماعت سے رابطہ بحال کیا تو احباب نے نہایت خوشی کا اظہار کیا اور تمام گاؤں ملاقات کیلئے اکٹھا ہو گیا۔ تب مقامی مبلغ اور خاکسار نے تربیتی موضوع پر تقاریر کیں۔ پروگرام کے اختتام پر احباب جماعت نے چندہ بھی پیش کیا۔ اللہ کے فضل سے اب اس جماعت سے ہماری ٹیم کا مستقل اور مضبوط رابطہ ہے۔ اسی طرح آئیوری کوسٹ میں بھی رابطہ بحال کیا گیا۔

بیعتیں

اس سال جو بیعتیں ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک کی جو اطلاعیں آئی ہیں اس کے مطابق پانچ لاکھ ستاسٹھ ہزار تین سو تیس افراد نے احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کیا۔

اس سال 113 ممالک سے تقریباً تین سو اکانوے (391) اقوام احمدیت میں داخل ہوئیں۔ مالی میں ایک لاکھ سینتیس ہزار سے اوپر بیعتیں ہوئیں۔ نائیجیریا کی بیعتیں اٹھانوے ہزار سے اوپر ہیں۔ سیرالیون میں چھیالیس ہزار سے اوپر ہیں۔ غانا کی دس ہزار سے اوپر ہیں۔ برکینا فاسو بیالیس ہزار سے اوپر ہیں۔ گنی کناکری کو پچاس ہزار سے اوپر کی توفیق ملی۔ آئیوری کوسٹ میں بارہ ہزار سے اوپر۔ اسی طرح سینیگال سترہ ہزار سے اوپر۔ بینن اڑتالیس ہزار سے اوپر۔ کیمرون چھبیس ہزار سے اوپر۔ یوگنڈا، کینیا ان میں ہزاروں کی تعداد ہے اور باقی کچھ ممالک میں سینکڑوں میں ہیں۔

بیعتوں کے تعلق میں بعض واقعات۔ گوہاٹی صوبہ آسام کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک معلم کے ساتھ ایک جماعت میں تبلیغ کے لئے گیا۔ اس جماعت میں مخالفین کی کافی تعداد ہے۔ رات کو بھی مخالفین کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو مخالفین گالی گلوچ کرتے رہے۔ لیکن ہماری طرف سے انہیں قرآن کریم اور احادیث کی رو سے سمجھانے کی کوشش ہوتی رہی۔ ساری رات بات چیت ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز فجر کے بعد انہی مخالفین میں سے دس افراد کو جماعت احمدیہ کی صداقت سمجھ میں آئی اور قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

کہتے ہیں اس سال بنگلہ دیش میں ایک چھوٹی سی جماعت میں جلسہ کے آخری دن ایک غیر احمدی امام حافظ ظہور الاسلام بھی شریک ہوئے۔ اس سے کچھ عرصے بعد موصوف اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ سات افراد کا وفد بنا کر ڈھاکہ مشن ہاؤس آئے۔ یہاں جماعت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اللہ کے فضل سے ساتوں ہی بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

نائیجیریا کی ایک نو احمدی خاتون اپنی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں اس سال جلسہ سالانہ نائیجیریا میں شامل ہوئی اور پہلی مرتبہ مجھے اتنا بڑا منظم ہجوم دیکھنے کو ملا۔ احمدیت کا جلسہ سالانہ دیکھ کر ہی احمدی مسلمانوں کو دوسرے جاہل مسلمانوں سے تمیز کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ جلسے کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

اسی طرح بینن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ گاؤں 'گاہ پیرو' (Ga Yero) میں تبلیغ کے لئے گیا۔ تبلیغ کے دوران انہوں نے سورۃ اخلاص کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر پیش کی۔ جس پر ایک عمر رسیدہ شخص جس کا تعلق مقامی ارواح پرست مذہب سے تھا غصے سے کہنے لگا کہ ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ تب اس کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے اپنے باپ کو روک دیا اور کہا کہ ہمیں احمدی مبلغ کی باتیں سننے دو۔ تب ہمارے مبلغ صاحب نے انہیں مزید تبلیغ کی جس کے نتیجے میں اس ارواح پرست بوڑھے شخص کے بیٹے نے اپنے کئی دوستوں کے ساتھ احمدیت قبول کر لی۔ ان نوجوانوں کا تعلق مقامی ارواح پرست مذہب سے تھا۔

بہرحال بہت سارے واقعات ہیں۔

خوابوں کے ذریعہ سے بعض لوگ احمدیت قبول کرتے ہیں۔ بینن کے لوکل مشنری حسینی صاحب کہتے ہیں کہ تابے (Tabe) گاؤں کے ایک شخص فاضل صاحب نے فون کیا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ موصوف اپنے گاؤں میں جماعت کی مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے۔ چنانچہ جب وہ ملنے آئے تو انہوں نے بتایا کہ میں نے خواب میں ایک آواز سنی ہے یا تو وہ کوئی فرشتہ ہے یا خدا ہے جو مجھے کہہ رہا ہے کہ جس نے امام مہدی کو نہیں مانا وہ مسلمان نہیں ہے۔ جس نے امام مہدی کو نہیں مانا وہ مسلمان نہیں ہے۔ موصوف کہنے لگے کہ اس خواب سے مَیں ہِل گیا ہوں۔ میں امام مہدی کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس طرح موصوف نے بیعت کر لی۔

یہاں سے بھی ہمارے مبلغ نے لکھا کہ ایک شخص اجمل صاحب ہیں انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کچھ دوستوں کے ساتھ ایک راستے پر جا رہے ہیں اور اچانک کیچڑ میں گر جاتے ہیں۔ وہ مدد کے لئے پکارتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ان کے ساتھ ان کے دوست ہوتے ہیں کوئی ان کی مدد کے لئے نہیں آتا۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں تو اچانک ایک بزرگ آتے ہیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کیچڑ سے باہر نکال دیتے ہیں۔ جب باہر نکلتے ہیں تو کپڑے بالکل صاف ہوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ وہ اس بزرگ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں۔ اس پر بزرگ کچھ نہیں بولتے صرف آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کچھ دن بعد ایک احمدی دوست جن کے ساتھ وہ کام کرتے ہیں ان کے گھر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ بزرگ تھے۔

مالی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک شخص فاتح صاحب مشن ہاؤس 'سکاسو' آئے اور بتایا کہ وہ بیعت کرنے آئے ہیں۔ جب ان سے وجہ پوچھی تو کہنے لگے کچھ عرصہ سے ایک خواب بار بار دیکھ رہے ہیں جس میں ایک سفید باریش بزرگ ان کے خواب میں آتے ہیں اور ان کو احمدیت میں شامل ہونے کا کہتے ہیں۔ اس پر جب ان کو تصاویر دکھائی گئیں تو میری تصویر دیکھ کر کہنے لگے یہی وہ شخص تھا جو مجھے خواب میں آتا ہے۔

مالی ریجن کے معلم ادریس صاحب ہیں۔ کہتے ہیں ان کے ریجن میں ایک بزرگ فاکنا گونے (Faqina Goune) صاحب روزانہ ریڈیو سنتے تھے لیکن ان کی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن انہوں نے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا جس کے بعد مشن ہاؤس آئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھا اور بتایا کہ یہی وہ بزرگ تھے جو خواب میں آئے تھے۔ انہوں نے اسی وقت بیعت کر لی۔

اس کے بھی بیشمار واقعات ہیں۔ بیان کرنے تو مشکل ہیں۔

فرانس کے ایک شہر Roubaix سے ایک خاتون Malissa صاحبہ کہتی ہیں کہ قبول احمدیت سے پہلے میں نے خواب میں ایک مسجد دیکھی جس میں لوگ نماز پڑھنے کے بعد چھوٹے چھوٹے گروپس میں کھڑے ہیں۔ ان لوگوں میں میرا بھائی بھی شامل ہے۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد میرا جماعت احمدیہ کے ساتھ تعارف ہوا اور مجھے فرانس جماعت کی مرکزی مسجد 'مسجد مبارک' میں جانے کا موقع ملا۔ جونہی میں مسجد میں داخل ہوئی تو مجھے اپنی خواب یاد آ گئی کہ یہ تو وہی مسجد ہے جو مجھے خواب میں دکھائی گئی تھی اور جب میں مسجد میں داخل ہوئی تو وہی نظارہ تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اب اللہ کے فضل سے انہوں نے بیعت کر لی ہے۔

پھر نشانات دیکھ کر بیعتیں ہوئی ہیں۔ امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں دعوت الی اللہ کے لئے ایک ٹیم گئی جب تبلیغ شروع ہوئی تو گاؤں کی ایک عورت 'کمباں جالو' صاحبہ بڑے غور سے تبلیغ سننے لگیں۔ تبلیغ میں جب جماعت کا ذکر آیا تو اپنے خاوند سے کہنے لگیں کہ فوراً احمدیت قبول کر لو یہی اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے اور اسی میں شامل ہو کر جہنم کے عذاب سے بچا جا سکتا ہے۔ موصوفہ کا خاوند کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس نے کہا کہ سب سے پہلے میرے خاوند کا نام لکھیں۔ اس کے بعد کہنے لگی کہ میرا بھائی احمدیت کا شدید مخالف تھا اور کہتا تھا کہ میں گاؤں میں احمدیوں کی مسجد نہیں بننے دوں گا۔ اس کے لئے اس نے رشوت بھی دی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو اس مخالفت کی وجہ سے سخت سزا دی۔ پہلے گاؤں سے ذلیل کر کے باہر نکالا گیا۔ پھر اس کی بیوی مر گئی اور پھر اس کی ماں پر ابلتا ہوا تیل گر گیا جس کی وجہ سے وہ جل گئی۔ یہ سب اس کو احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

ملا۔ میں نہیں چاہتی کہ ہمارا انجام بھی میرے بھائی جیسا ہو۔ چنانچہ وہاں مجمع میں اس وجہ سے 45 افراد نے احمدیت قبول کر لی ہے۔

مخالفین کے پروپیگنڈے کے نتیجہ میں بیعتیں

ہوتی ہیں۔ ڈوڈومہ (تنزانیہ) کے مبلغ لکھتے ہیں کہ جب گھر گھر جماعت کا تعارف کروایا اور جماعتی لٹریچر تقسیم کیا تو دوسرے دن یہ خبر گاؤں کے بڑے مولوی تک پہنچی اور وہ شدید غصے میں آ کر کہنے لگے کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں آپ لوگ ان کی بات نہ سنیں اور نہ ان کو گاؤں میں آنے دیں۔ انہوں نے اپنی ایک ٹیم بنائی۔ اور انہوں نے کثرت سے مخالفت شروع کر دی اور احمدیت کے خلاف جو بھی ان کے منہ میں تھا کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے۔ مولوی صاحب ایک ایسی بڑھیا کے گھر بھی پہنچے جس کو ہم لوگ پہلے جماعت کا تعارف کروا چکے تھے اور اسے جماعتی لٹریچر بھی مہیا کیا ہوا تھا۔ وہ بڑھیا اَن پڑھ تھی لیکن وہ اپنے بیٹے سے یہ لٹریچر پڑھوا کر سن چکی تھی۔ چنانچہ جب مولوی صاحب اس بڑھیا کے گھر گئے اور اس سے کہا کہ یہ لوگ تو مسلمان نہیں ہیں کافر ہیں وغیرہ وغیرہ اور کہا کہ ہم آپ کو جہنم سے بچانے آئے ہیں۔ اس پر اس عورت نے جو پہلے ہی ہماری تمام باتیں سن اور سمجھ چکی تھی جلدی سے وہ لٹریچر منگوایا اور اپنے بیٹے کو مولوی صاحب کو پڑھ کر سنانے کو کہا اور مولوی صاحب سے کہا آپ مجھے بتاتے جائیں کہ ان میں کون کون سی بات ایسی ہے جو اسلامی نہیں ہے اور کون سی ایسی بات ہے جو ہمیں جہنم میں لے کر جا رہی ہے؟ مولوی صاحب نے دو تین اعتراضات کئے جن کے جوابات اسی لڑکے نے ہمارے لٹریچر سے نکال کر مولوی صاحب کو دے دیئے۔ اس پر مولوی صاحب آگ بگولا ہو کر بڑھیا کو یہ کہہ کر واپس چلے گئے کہ تم بھی کافر ہو گئی ہو۔ اس پر اس عورت نے کہا کہ اچھا اگر سچی بات کو ماننا کفر ہے تو ٹھیک ہے مَیں کافر ہی ہوں۔

پھر خطبات سن کر بعض لوگوں میں بڑی نمایاں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ ایم ٹی اے سے جو خطبات سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا نیک اثر ہو رہا ہے۔ بعض جگہ دھمکیاں ملتی ہیں، احمدیت کو چھوڑنے کا کہا جاتا ہے لیکن لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت قدمی سے قائم رہتے ہیں۔

مبلغ انچارج زیمبیا کہتے ہیں کہ زیمبیا کے کیپیٹل لوکاسا سے ایک ہزار پچیس کلومیٹر دور ایک شہر مپوروکوسو (Mporokoso) ہے امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شہر میں ایک جماعت قائم ہوئی۔ اس شہر میں جب اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچا تو گیارہویں کلاس کے ایک عیسائی طالبعلم برائن چی سنگا (Brian Chisenga) نے جماعتی پمفلٹ اور تبلیغ سننے کے بعد جماعت میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ موصوف کے والد اس شہر میں کافی اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ اسلام کے شدید مخالف ہیں۔ جب انہیں اپنے بیٹے کے مسلمان ہو جانے کا علم ہوا تو غصے میں آ کر کہنے لگے کہ تم نے اسلام قبول کر کے اس شہر میں میری عزت خاک میں ملا دی ہے اس لئے میرے گھر سے نکل جاؤ۔ اس پر ان کے بیٹے عبدالوہاب صاحب نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے اور میں اپنا اچھا برا سمجھتا ہوں۔ میں نے اسلام احمدیت کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے اب آپ مجھے بیشک گھر سے نکال دیں لیکن میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ انہیں بعد میں لالچ بھی دیا گیا کہ احمدیت کو چھوڑ دو لیکن اس نوجوان نے ہر لالچ کو ٹھکرا دیا۔ ثابت قدمی کے ساتھ احمدیت پر قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کے بعد احمدی ہونے کے بعد غیر معمولی تبدیلیاں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ ازبکستان کے ایک ظہیر واحد صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے 2014ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ کہتے ہیں قبول احمدیت سے پہلے وہ اکثر اپنے دوستوں سے گفتگو کے دوران چھوٹی چھوٹی باتوں پر بحث میں پڑ جاتے تھے اور بعض اوقات بات بدکلامی تک پہنچ جاتی تھی۔ لیکن احمدی ہونے کے بعد اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پڑھنے کے بعد ان کی زندگی میں عجیب روحانی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اب جب دوستوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور کوئی ایسی بات ہو جس پر بحث چل نکلے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد یاد آ جاتا ہے کہ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سوچ کر میں نہ صرف خود اس بحث سے دُور رہتا ہوں بلکہ اپنے دوستوں کو بھی یہ بات سمجھاتا ہوں اور میرے دوست انتہائی حیرانگی سے مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم تو خود اتنی بحث کرتے تھے اب تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تو میں ان کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پڑھ دیتا ہوں۔

مبلغ کوسووو بیان کرتے ہیں کہ ایک نومبائع ابراہیمی صاحب بہت مخلص احمدی ہیں۔ نظام وصیت میں شامل ہیں اور مالی قربانی میں پیش پیش ہیں۔ دین کی خاطر وقت کی قربانی بھی کرتے ہیں۔ موصوف مشن ہاؤس سے دور ایک شہر میں رہتے ہیں۔ لیکن گزشتہ ایک سال سے ہر جمعرات کو لمبا سفر طے کر کے مشن ہاؤس آتے ہیں اور معلم صاحب کے ساتھ مل کر تبلیغی پروگرام کرتے ہیں اور پھر اگلے روز جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس اپنے شہر چلے جاتے ہیں۔

اسی طرح بہت سارے نشانات ہیں بارشوں کے نشانات، قبولیت دعا کے واقعات ہیں۔ دعوت الی اللہ میں روکیں ڈالنے والوں کے واقعات ہیں۔

قرغیزستان کے ایک عظمت صاحب لکھتے ہیں جو ملازمت کی غرض سے آجکل ماسکو میں ہیں، کہتے ہیں ماسکو میں ان کے ساتھ ان کے بھائی اور ایک احمدی رشتے دار بھی کام کرتے ہیں ان کے بھائی غیر احمدی ہیں اور جماعت کی وجہ سے وہ کافی مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن جو رشتے دار ان کے ساتھ وہاں کام کرتا تھا وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بہت گندی زبان استعمال کرتا تھا۔ عظمت صاحب نے انہیں بہت دفعہ کہا کہ تم نے اگر مہذب انداز میں جماعت کے بارے میں بات کرنی ہے تو کرو لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال نہ کرو اس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن اس شخص نے اپنی بدکلامی جاری رکھی۔ عظمت صاحب کہتے ہیں کہ جب حد ہو گئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ الفاظ سننا میری برداشت سے باہر ہیں۔ اب تُو ہی اس شخص کو روکنے کا انتظام کر دے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن میرا وہی رشتے دار جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بدکلامی کرتا تھا کام کرتے کرتے سیڑھیوں سے نیچے گر گیا اور سر پر ایک زخم آیا اور آہستہ آہستہ وہ زخم اتنا خراب ہو گیا کہ وہ رفع حاجت کے لئے بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے زخم کا علاج بھی کروایا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر اسی حالت میں وہ ماسکو سے واپس قرغیزستان چلا گیا۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ 'ناتی ٹِنگُو' (Natitingou) علاقے کے ریجنل کمشنر ہماری دعوت پر مشن ہاؤس آئے اور انہوں نے کہا کہ بینن میں جماعت احمدیہ بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ اس وجہ سے ہمیں کچھ تشویش بھی ہوئی ہے کہ جماعت کے کہیں کوئی خفیہ مقاصد تو نہیں ہیں لہٰذا حکومت نے احمدیوں کے متعلق اعلیٰ سطح پر ایک خفیہ تحقیق کی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ ایک پُرامن جماعت ہے اور انسانیت کی خدمت میں پیش پیش ہے۔ لوگ جو بھی کہیں لیکن ہمیں آپ کے بارے میں اچھی طرح پتا ہے اس لئے میں آپ کی دعوت پر یہاں آپ سے ملنے آ گیا ہوں۔

علماء کا احمدیت کی صداقت کا اقرار۔ برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک وہابی امام کو مسلسل دو ماہ تبلیغ کی گئی۔ جب اس کو تمام سوالات کے جوابات مل گئے تو اس سے بیعت کرنے کو کہا لیکن اس نے جواب دیا کہ آپ کی تمام باتیں درست ہیں اور قرآن و حدیث سے وفات مسیح بھی ثابت ہے۔ مگر مَیں چونکہ غیر احمدیوں کی مسجد کا امام ہوں اور اسی پر میرا گزر بسر ہے اس لئے میرے لئے احمدیت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اگر مجھے کہا جائے کہ احمدیت کی صداقت کو ثابت کر دو تو وہ میں ثابت کر سکتا ہوں۔

یہ مختصر رپورٹ ہے جو میں نے پیش کی ہے۔ آخر میں ایک اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پڑھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’پس اے لوگو تم خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لئے اور تمہارے ایمان کے لئے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مزاحم مت ہو۔ اگر تم بجلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے تمہیں ہرگز طاقت نہیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی حاجت نہ تھی۔ خدا اُس کے نیست و نابود کرنے کیلئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے اور زمین **ضرورت ضرورت** بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بدبخت قوم اُٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزت کیا گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا۔ وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی۔ اب سمجھ کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو **اَنَاالْمَوْجُود** کی آواز آئے‘‘۔

(مجموعۂ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 435۔436)

آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 12 فروری 2016)

......☆......☆......☆......

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
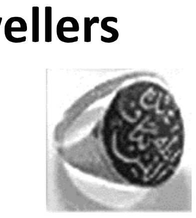
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
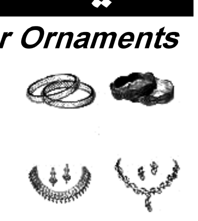
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

منقولات

حدیث میں بیان کردہ علامتیں بتاتی ہیں کہ دجال اور مہدی اور مسیح کا ظہور ہو چکا ہے

پیغمبر کی طرح مہدی اور مسیح کو بھی وہی لوگ پہچانیں گے اور اُن کا ساتھ دیں گے جو شبہ کے پردے کو پھاڑنے کی نادر صلاحیت رکھتے ہوں

مولانا وحید الدین خان صاحب کا مضمون ''قانونِ التباس'' مکرم سیّد ناصر ندیم صاحب ماندوجن، صوبہ کشمیر کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں پیش ہے۔ مولانا وحید الدین خان صاحب بیسیوں کتابوں کے مصنف ہیں اور ایک بڑے عالم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں انہوں نے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے کہ ''دجال، مہدی اور مسیح کا ظہور ہو چکا ہے۔ مہدی اور مسیح کو بھی وہی لوگ پہچانیں گے اور اُن کا ساتھ دیں گے جو شبہ کے پردے کو پھاڑنے کی نادر صلاحیت رکھتے ہوں'' حیرت ہے کہ اتنا کچھ جاننے اور سمجھنے کے بعد بھی یہ امام مہدی کو قبول کرنے سے کس طرح محروم ہیں جبکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیغام حق ان تک پہنچ چکا ہے۔ سچ ہے: اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ (شوریٰ: ۱۴) اللہ جسے چاہتا ہے اپنے لئے چن لیتا ہے اور اپنی طرف اُسے ہدایت دیتا ہے جو (اس کی طرف) جھکتا ہے۔ (ادارہ)

قانونِ التباس

''قرآن کی سورہ نمبر 6 میں بتایا گیا ہے کہ پیغمبر کے منکرین نے کہا کہ اگر اللہ کو اپنا پیغام ہمارے پاس بھیجنا تھا تو وہ فرشتے کے ذریعے اپنا پیغام بھیجتا، تاکہ ہمیں اس کی حیثیت کے بارے میں شبہ نہ ہو اور ہم کسی اشتباہ کے بغیر اس کا اقرار کرلیں۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ فرشتے کو پیغمبر کی حیثیت سے بھیجتا تو اس کو بھی انسان بنا کر بھیجتا اور وَلَلَبَسۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّا یَلۡبِسُوۡنَ○ (الانعام: 9) یعنی ہم پھر بھی اُن کو اُسی شبہ میں ڈال دیتے جس شبہ میں وہ اب پڑے ہوئے ہیں۔ یہ کوئی منفرد واقعہ نہیں، اس آیت میں دراصل اللہ کے عام قانونِ التباس کو بتایا گیا ہے۔ اللہ نے انسان کو چونکہ آزمائش کیلئے پیدا کیا ہے، اس لئے اس دنیا میں ہمیشہ ہر معاملے کے ساتھ ایک شبہ کا عنصر (element of doubt) موجود رہتا ہے۔ یہ موجودہ دنیا کیلئے ایک عام قانون ہے کہ یہاں ہر واقعے کے ساتھ شبہ کا ایک عنصر شامل رہے۔ اس دنیا میں ہدایت صرف اُس شخص کو ملتی ہے جو اپنے شعور کو متحرک کر کے شبہ کے پردے کو پھاڑے اور شبہ کے باوجود حقیقت کو کامل یقین کے ساتھ دریافت کر سکے۔ قانونِ التباس کا یہ معاملہ تمام پیغمبروں کے ساتھ موجود تھا۔ اسی طرح یہ معاملہ قیامت تک ہمیشہ باقی رہے گا۔ جب بھی کوئی داعی، سچا مصلح اور سچا مجدد اٹھے گا تو اس کی شخصیت کے ساتھ لازماً شبہ کا یہ عنصر شامل رہے گا، حتی کہ آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے مہدی اور مسیح کا معاملہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ مہدی اور مسیح کی شخصیت کے ساتھ بھی شبہ کے اسباب لازماً موجود رہیں گے۔ پیغمبر کی طرح مہدی اور مسیح کو بھی وہی لوگ پہچانیں گے اور اُن کا ساتھ دیں گے جو شبہ کے پردے کو پھاڑنے کی نادر صلاحیت رکھتے ہوں۔ اِس دنیا کیلئے خدا کا قانون یہ ہے کہ یہاں کوئی اعلیٰ سعادت صرف اُس شخص کو ملے جو شبہات سے بلند ہو کر سچائی کو پہچانے اور یقین کے ساتھ اس کا مکمل ساتھ دے سکے۔ اصل یہ ہے کہ موجودہ دنیا آزمائش (test) کیلئے بنائی گئی ہے۔ اس بنا پر یہاں حقیقتوں کو دو اور دو چار کی طرح نہیں کھولا گیا ہے۔ یہاں ہر حقیقت کے ساتھ شبہ کا عنصر (element of doubt) موجود ہے۔ یہ اصول پیغمبر کے زمانے میں بھی تھا اور وہ آئندہ بھی قیامت تک باقی رہے گا۔ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ قیامت سے پہلے دجّال اور مہدی اور مسیح کا ظہور ہوگا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ دجال اور مہدی اور مسیح کا معاملہ مذکورہ قانونِ عام سے مستثنیٰ نہیں۔ اِس قانونِ عام کے مطابق، ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ دجال اور مہدی اور مسیح کا ظہور اِس طرح برہنہ انداز میں ہو کہ لوگ شبہ یا کسی مغالطہ کے بغیر اُن کو جان لیں اور فوراً اُن کے معاملے میں اپنے مطلوب رویّے کو اختیار کرلیں۔ دجال اور مہدی اور مسیح کے ساتھ یقینی طور پر اُسی طرح شبہ کا عنصر موجود رہے گا، جس طرح وہ اس سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ موجود تھا۔ حدیث میں بیان کردہ علامتیں بتاتی ہیں کہ قیامت اب بہت قریب ہے۔ اِس اعتبار سے غالباً یہ کہنا درست ہوگا کہ دجال اور مہدی اور مسیح کا ظہور ہو چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ لوگ اِس معاملے میں کامل سنجیدگی کے ساتھ متجسس (curious) بنیں اور اپنے ایمانی تقاضوں کو پورا کریں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ تاریخ کا کاؤنٹ ڈاؤن (countdown) اپنی آخری گنتی پر پہنچ جائے اور فرشتہ اسرافیل قیامت کا صور پھونک دے۔ جب ایسا ہوگا تو اس کے بعد کسی کیلئے نہ توبہ کا وقت ہوگا اور نہ اعتراف کا۔ صورِ اسرافیل سے پہلے تمام حقیقتیں شبہ کے پردے میں ہیں صورِ اسرافیل اس پردے کو پھاڑ دے گا اور اس کے بعد تمام حقیقتیں عیاناً سامنے آجائیں گے۔'' (الرسالہ جون 2010، نئی دہلی) (مرسلہ سید ناصر ندیم، کشمیر) ☆

مولانا وحید الدین خان صاحب نے جو بات بیان کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کو بار بار اس طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ پیشگوئی میں اخفاء کا پہلو ہوتا ہے۔ ذیل میں آپؑ کے ارشادات میں سے کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

پیشگوئی میں کسی قدر اخفاء اور متشابہات کا ہونا بھی ضروری ہے اور یہی ہمیشہ سے سنت الٰہی ہے۔ ملاکی نبی اگر پیشگوئی میں صاف لکھ دیتا کہ الیاس خود نہ آئے گا بلکہ اس کا مثیل، تو حضرت عیسیٰؑ کے ماننے میں اس قدر دقتیں اُس زمانہ کے علماء کو پیش نہ آتیں۔ ایسا ہی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پیشگوئیاں تورات اور انجیل میں ہیں وہ نہایت ظاہر الفاظ میں ہوتیں کہ آنے والا نبی آخرالزمان اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہوگا اور شہر مکہ میں ہوگا تو پھر یہودیوں کو آپؐ کے ماننے سے کوئی انکار نہ ہوسکتا تھا' لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ ان میں متقی کون ہے جو صداقت کو اس کے نشانات سے دیکھ کر پہچانتا اور اس پر ایمان لاتا ہے۔ (جلد 5 صفحہ 217)

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ یہی ہے کہ ان میں اخفاء اور ابتلاء کا بھی ایک پہلو ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ پہلو نہ رکھا جاوے تو پھر کوئی اختلاف ہی نہ رہے اور سب کا ایک ہی مذہب ہو جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے امتیاز کے لیے ایسا ہی چاہا ہے کہ پیشگوئیوں میں ایک ابتلا کا پہلو رکھ دیتا ہے۔ کوتاہ اندیش، ظاہر پرست اس پر اَڑ جاتے ہیں اور اصل مقصد سے دور جا پڑتے ہیں۔ اسی طرح پر ان یہودیوں کو یہ مشکل پیش آئی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شک میں پڑ گئے......

لَا یُلۡدَغُ الۡمُؤۡمِنُ مِنۡ جُحۡرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیۡنِ یہودیوں کو جس پتھر سے ٹھوکر لگی اور وہ لعنتی ہو گئے، اسی پتھر سے یہ ٹھوکر کھاتے ہیں۔ یہودی اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ ان کی کتابیں موجود ہیں۔ اُن سے دریافت کرلو کہ کیا ان کا یہ عقیدہ تھا یا نہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آئے گا اور ملاکی نبی کی کتاب میں یہ پیشگوئی درج ہے یا نہیں؟ اور پھر عیسائیوں سے پوچھو اور انجیل میں اس فیصلہ کو پڑھو جو مسیح نے خود کیا ہے۔ مومن تو دوسرے کی مصیبت سے عبرت پکڑتا ہے لیکن ان مسلمانوں نے اس سے کیا سبق سیکھا؟ یہودی عقیدہ ہے، جس کی وجہ سے یہودی واصلِ جہنم ہوئے۔ اب کیا یہ بھی یہی چاہتے ہیں؟ میں حیران ہوتا ہوں کہ ان کی عقلوں کو کیا ہوگیا۔ اگر حضرت مسیح کا وہ فیصلہ جو انہوں نے الیاس کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے صحیح نہیں ہے تو پھر مجھے جواب دیں کہ حضرت مسیح سچے پیغمبر کیونکر ہوسکتے ہیں؟ کیونکہ اس میں تو کوئی کلام اور شبہ ہی نہیں کہ اُن کے آنے سے پیشتر ایلیا کا آنا ضروری تھا اور ایلیا آسمان سے نہیں آیا۔ پھر حضرت مسیحؑ کیونکر سچے نبی ٹھہریں گے۔

اس عقیدۂ فاسدہ سے یہی نہیں کہ یہودیوں کیطرف حصرت عیسیٰؑ کی رسالت سے انکار کرنا پڑے گا بلکہ آنحصرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی معاذ اللہ ہاتھ سے جائے گی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد اور بعثت حصرت مسیحؑ کے بعد ہے۔ اور جب ابھی تک مسیحؑ بھی نہیں آیا تو پھر اسلام کیونکر صحیح ہوگا؟ سوچو اور غور کرو کہ تمہاری ذرا سی ٹھوکر کا اثر کہاں تک پہنچتا ہے۔ سنو۔ اصل حقیقت یہی ہے اور سچا فیصلہ وہی ہے جو حضرت مسیحؑ نے کر دیا تھا۔ اس سے منہ پھیرنا اچھا نہیں ہے۔ فَسۡئَلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (الانبیاء: ۸) (ملفوظات جلد 4 صفحہ 154)

سٹڈی ابراڈ

10 Years Quality Service 2003-2013

Study Abroad

All Services free of Cost

Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us

Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years

Achievements

• NAFSA Member Association , USA.

• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.

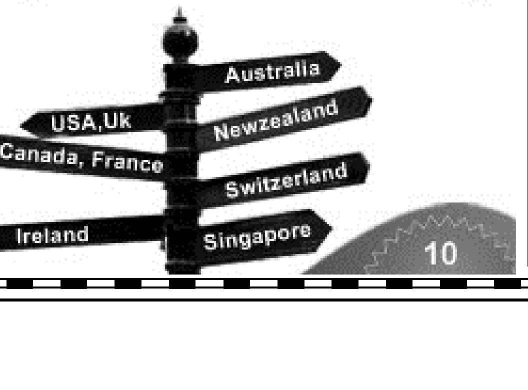

Study Abroad

10 Offices Across India

بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD: Naved Saigal

Website:www.prosperoverseas.com

E-mail: info@prosperoverseas.com

National helpline: 9885560884

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/فروری 2016 کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ طاہرہ الیاس صاحبہ آف پیٹر برا

(اہلیہ مکرم الیاس صاحب شہید آف بیت النور ماڈل ٹاؤن، لاہور)

8/فروری 2016 کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، انتہائی شفیق، ملنسار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے آپ کو والہانہ لگاؤ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ اپنا چندہ بروقت ادا کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب

(ابن مکرم خواجہ فقیر محمد صاحب، فرینکفرٹ، جرمنی)

31/دسمبر 2015 کو مختصر علالت کے بعد 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ حفیظ الدین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے 1894 میں احمدیت قبول کی تھی۔ خواجہ نذیر احمد صاحب نے بہت چھوٹی عمر میں قادیان میں الفضل میں ملازمت اختیار کی۔ اس وقت کے ایڈیٹر صاحب نے آپ کی ڈیوٹی لگائی کہ روزانہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی صحت سے متعلق دریافت کرکے انہیں مطلع کیا کریں۔ چنانچہ آپ حضورؓ کی صحت کے بارہ میں جو بھی رپورٹ دیتے وہ الفضل میں شائع کی جاتی تھی۔ تقسیم ہند کے بعد رتن باغ (لاہور) میں بھی کچھ عرصہ اخبار الفضل میں کام کیا۔ 1953 میں حالات کی خرابی کی وجہ سے اخبار الفضل بند ہوا تو آپ کراچی چلے گئے اور وہاں ''اخبار المصلح'' میں کام کرتے رہے۔ جب حالات ٹھیک ہوئے تو پھر واپس لاہور آگئے۔ اسی طرح ربوہ آکر بھی الفضل سے منسلک رہے اور ضیاء الاسلام پریس میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ 1970 کی دھائی میں بعض گھریلو مشکلات کی وجہ سے پریس میں کام جاری نہ رکھ سکے تو اس دوران گھر میں جماعت کی کتب کی بائنڈنگ کا کام شروع کردیا۔ آپنے ہزاروں کی تعداد میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور دیگر جماعتی کتب ولٹریچر کی بائنڈنگ کا کام کرنے کی توفیق پائی۔ آپ گو واقف زندگی تو نہ تھے، لیکن ساری زندگی ایک واقف زندگی کی طرح ہی محنت اور دیانت داری سے خدمت بجالاتے رہے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک دل، غریب پرور، مہمان نواز، ملنسار، خوش اخلاق، ہر ایک کے ہمدرد اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور سات بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم راجہ ناصر احمد صاحب

(سلور سپرنگ، یو ایس اے)

6/فروری 2016 کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ننھیال کی طرف سے حضرت منشی محمد خان صاحب کپورتھلوی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے ہیں۔ آپ کے والد محترم راجہ فضل دادخان صاحب اپنے گاؤں ڈلوال (ضلع چکوال) کے پہلے احمدی تھے۔ آپ تعلیم الاسلام کالج اولڈ ایسوسی ایشن امریکہ کے فعال رکن تھے اور تین سال تک ایسوسی ایشن کے ابتدائی جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ رسالہ ''المنار'' (امریکہ) کے ایڈیٹر کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اطفال کی تربیتی کلاسیں بھی لیتے رہے۔ بہت شفقت اور پیار سے بچوں کو پڑھاتے اور ان کی دلجوئی کیا کرتے تھے۔ وفات سے قبل جماعت امریکہ کے جنرل سیکرٹری آفس میں رضا کارانہ خدمت بجالا رہے تھے۔ انتہائی ملنسار، دلیر اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

خطبہ نکاح
اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24/اگست 2013 بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ تمام نکاح، رشتے جو آج طے ہو رہے ہیں ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔ نکاح اور شادی کے وقت لڑکا اور لڑکی دونوں کو یہ احساس ہونا چاہئے، یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ایسے رشتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر بار بار زور دیا ہے۔ پس جب تک اخلاص قائم رہے گا، تقویٰ قائم رہے گا، خدا تعالیٰ کی رضا مدنظر رہے گی۔ رشتے بابرکت ہوتے رہیں گے اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں گی۔ اللہ کرے یہ قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔ یہ تمام نکاح جو آج ہو رہے ہیں ان میں لڑکا یا لڑکی یا دونوں ہی واقف نو ہیں۔

پھر ان نکاحوں کا اعلان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پہلا اعلان میں عزیزہ نداء النصر جاوید بنت مکرم منصور جاوید صاحب کا کر رہا ہوں۔ ان کا نکاح عزیزم مباہل احمد شاکر ابن مکرم حنیف احمد شاکر صاحب سٹن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے اور دونوں لڑکا اور لڑکی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو میں شامل ہیں۔ عزیزم مباہل شاکر تو اپنی تعلیم مکمل کر کے جماعت کے کام بھی کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ درِّ عدن کا ہے جو مکرم امین اللہ صاحب کی بیٹی ہیں اور یہ عزیزم سحر فاروقی جو واقف نو ہے اور شجر فاروقی صاحب کے بیٹے ہیں، ان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگلا نکاح عزیزہ آمنہ بتول آیت اللہ کا ہے۔ یہ بھی واقفۂ نو ہیں جو عزیزم مجیب احمد مرزا کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو واقف نو بھی ہیں اور جامعہ احمدیہ یوکے کے طالب علم ہیں۔

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ ایس لندن

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

کلام الامام

''اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالب دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

جماعتی رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۞ جماعت احمدیہ پارولی، ایم.پی میں مورخہ 17؍جنوری 2016 کو مکرم اکرم خان صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم صدیق محمد صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ نظم مکرم اکرم صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے آنحضورؐ کی عبادات کے موضوع پر تقریر کی۔ اس جلسہ میں آٹھ زیر تبلیغ غیر احمدی دوست بھی شامل ہوئے۔ تقریر کے بعد اُن کے سوالوں کے جواب بھی دیئے گئے۔ دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (حلیم خان، مربی سلسلہ، ایم.پی)

۞ جماعت احمدیہ مونگھیر میں مورخہ 3؍جنوری 2016 کو بعد نماز ظہر خاکسار کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید خاکسار نے کی، سید اجمل احمد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نعت ''اے شاہ مکّی و مدنی سید الورٰی'' خوش الحانی سے سنائی۔ بعد ازاں مکرم محمد حبیب صاحب معلم سلسلہ مونگھیر اور خاکسار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے۔ دوران تقاریر مکرم فرمان احمد صاحب نے ایک نعت سنائی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

۞ جماعت احمدیہ بھاگلپور میں مورخہ 7؍جنوری 2016 بروز جمعرات بعد نماز مغرب وعشاء میں مکرم سید شائق احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم سید اجمل احمد صاحب نے کی۔ نعت عزیز سالک احمد نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم محمود احمد صاحب اور خاکسار نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

۞ مورخہ 25 دسمبر 2015 بروز جمعہ بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ برّہ پورہ میں مکرم سید فہیم احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی سید آفاق احمد صاحب نے کی۔ نعت مکرم ابو الفضل صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم سید اشرف احمد صاحب، مکرم سید آفاق احمد صاحب اور خاکسار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سید فضل باری، مبلغ انچارج بھاگلپور)

جماعت احمدیہ بنگلور کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبیؐ اور تبلیغی جلسہ کا انعقاد

۞ جماعت احمدیہ بنگلور میں مورخہ 31؍جنوری 2016 کو بعد نماز عصر مکرم مصدق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ظفر احمدی صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن ووقف عارضی نے کی۔ عربی قصیدہ مکرم عبید اللہ صاحب نے پڑھا۔ بعد ازاں مکرم فاتح احمد شریف صاحب نے بعنوان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ، مکرم سید شارق مجید صاحب زعیم انصار اللہ بنگلور نے بعنوان آنحضرتؐ کا دشمنوں سے حسن سلوک اور مکرم بشارت احمد اُستاد صاحب نے حج کے موضوع پر تقریر کی۔ دوران تقاریر مکرم فیصل احمد سہگل صاحب اور مکرم فاتح احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے ''سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعلق باللہ کی روشنی میں'' موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب و دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اسی طرح مورخہ 17؍جنوری 2016 بروز اتوار بعد نماز عصر احمدیہ مسجد بنگلور میں مکرم مصدق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور کی زیر صدارت ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد خاکسار نے تبلیغ کی اہمیت و ضرورت اور داعین الی اللہ کی ذمہ داریاں کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم بشارت احمد صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد بنگلور نے جماعت احمدیہ پر کئے جانے والے بعض اعتراضات کے جواب دیئے، بعدہ مکرم عاصم جہانگیر صاحب نے انگریزی زبان میں ایک ڈاکیومنٹری پیش کی۔ مکرم اشرف خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور نے وفات مسیح وآمد مسیح اور خاکسار نے امام وقت کی بیعت کرنا کیوں ضروری ہے کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ (میر عبد الحمید، مبلغ انچارج بنگلور)

جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ

۞ جماعت احمدیہ پارولی میں مورخہ 20؍فروری 2016 کو مکرم سراج الدولہ صاحب مبلغ انچارج مورینہ کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم رفیق خان صاحب نے کی۔ نعت مکرم اکرم خان صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں اطفال وناصرات نے متن پیشگوئی مصلح موعودؓ اور نظم خوانی کے مقابلے میں حصہ لیا۔ بعدہ خاکسار اور مکرم سراج الدولہ صاحب نے جلسے کی غرض وغایت اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے متعلق جماعتی تاریخ بیان کی۔ آخر پر ''اسلام احمدیت'' کے عنوان سے ایک ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(حلیم خان شاہد، مربی سلسلہ، ایم.پی)

۞ جماعت احمدیہ ڈائمنڈ ہاربر میں مورخہ 21؍فروری 2016 کو جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ بعد نماز عشاء صدر جماعت ڈائمنڈ ہاربر کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار، مکرم منصور مالی صاحب، مکرم قاضی ایاز صاحب اور مکرم رؤف صاحب امیر ضلع نے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کی مناسبت سے مورخہ 20؍فروری 2016 کو علمی مقابلہ کروایا گیا، جس میں نمایاں پوزیشن لینے والوں کو انعامات دیئے گئے۔ (شیخ اسرافیل، معلم سلسلہ)

۞ جماعت احمدیہ پٹنہ میں مورخہ 21؍فروری 2016 کو مکرم محمد ارشد صاحب صدر جماعت پٹنہ کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد اکمل صاحب نے کی، نظم عزیز تسلیم احمد نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار اور مکرم بدر احمد صاحب قائد مجلس ضلع پٹنہ، گیا نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت پر تقریر کی۔ ایک اردو نظم مکرم محمد اعجاز صاحب نے پڑھی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

۞ جماعت احمدیہ گیا (بہار) میں مورخہ 21؍فروری 2016 کو جلسہ یوم مصلح موعودؓ مکرم محمد عرفان احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم دیدار الحق صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ نظم مکرم عدنان احمد صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم عرفان احمد صاحب، مکرم کامران احمد صاحب اور مکرم دیدار الحق صاحب نے سیرت حضرت مصلح موعودؓ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (حلیم احمد، مبلغ انچارج پٹنہ و گیا صوبہ بہار)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۝

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کردیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر وبیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

''خدا کی قسم''

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای.میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186

Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab

For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان

Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

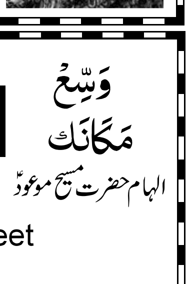

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں

098141-63952

نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

www.intactconstructions.org

Intact Constructions

وَسِّعْ مَکَانَکَ

الہام حضرت مسیح موعودؑ

Mohammad. Janealam Shaikh

52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street

Bhishti Mohalla, Mumbai-09

e-mail: intactconstructions@gmail.com

Mob. +91- 7738340717, 9819780273

بقیہ از صفحہ نمبر 9

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھیاں کن کن کے حصہ میں آئیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کی خواہش تھی کہ عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے آپ کی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی مجھے ملے۔ ہم تین بھائی تھے اور تین ہی انگوٹھیاں تھیں۔ مگر باوجود خواہش کے حضرت اُمّ المومنین حضرت اماں جان نے قرعہ ڈالا اور حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ عجیب بات یہ ہے کہ قرعہ تین بار ڈالا اور تینوں دفعہ اَلَیْسَ اللّٰہ والی انگوٹھی میرے نام نکلی اور غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ والی انگوٹھی میاں بشیر احمد صاحب کے نام نکلی جو حضرت مصلح موعودؓ کے دوسرے بھائی تھے اور تیسری انگوٹھی جو وفات کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں پہنی ہوئی تھی اس پر ’مولیٰ بس‘ لکھا ہوا تھا تینوں دفعہ میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی۔ اب دیکھو کتنا خدائی تصرف ہے کہ ایک بار قرعہ ڈالنے میں غلطی ہوسکتی ہے لیکن تین بار ڈالا گیا اور تینوں دفعہ میرے نام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی انگوٹھی نکلی اور میاں بشیر احمد صاحب کے نام غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ والی انگوٹھی نکلی۔ اور میاں شریف احمد صاحب کے حصے میں وہ انگوٹھی آئی جس پر ’مولیٰ بس‘ لکھا ہوا تھا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کے ضمن میں حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ہمیں خاص طور پر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے انہی سے ہمارا دینی علم بھی بڑھے گا اور ہمیں تبلیغ کا شوق بھی پیدا ہوگا۔ ہمارے علم میں برکت بھی پڑے گی اور دنیا کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے قابل ہوں گے۔ اصل برکت تو یہ ہے کہ بادشاہوں کو اسلام کا حقیقی علم حاصل ہو اور وہ اسکے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں ورنہ تو بہت سے بلکہ اکثریت بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اِلّا ماشاء اللہ اس وقت سب کے سب جو مسلمان بادشاہ ہیں اور جو لیڈر ہیں وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ منہ پر تو اسلام کا نام ہے اور دل ذاتی مفادات کے حصول کے پیچھے ہیں۔ ان سے ظلم ہو رہے ہیں۔

......☆......☆......☆......

نمایاں کامیابی اور درخوست دعا

خاکسار کی بیٹی عزیزہ ڈاکٹر ارشیدہ خاتون بفضلہٖ تعالیٰ BHMS FINAL YEAR کے امتحانات میں پنجاب یونیورسٹی میں اول پوزیشن لے کر کامیاب ہوئی ہے۔ عزیزہ نے یونیورسٹی میں اعلیٰ نمبروں کے ساتھ TOP کرکے جماعت احمدیہ کا نام روشن کیا ہے۔ عزیزہ کو یہ اعزاز اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔ عزیزہ کے روشن مستقبل اور سلسلہ کی بہترین خدمت کی توفیق پانے کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(نذر الحق اسلام، انسپکٹر رسالہ انصار اللہ بھارت)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعْ مَکَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔“

(ملفوظات جلد 3، صفحہ 181)

طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کلام الامام

”جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔“

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 16

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ہے۔ باپ نے کہا دیکھ کچھ دیر انتظار کر۔ آخر کچھ وقت گزر گیا اس نے دروازہ کھولا اور باہر آیا تو گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی ایک ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ سے بیوی کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے کہا کہ معاف فرمائیے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں جلدی نہ آسکا۔ میرے جلدی نہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے جب دروازے پر دستک دی تو میں سمجھ گیا کہ آج کوئی خاص بات ہے کہ آپ خود آئے ہیں ورنہ آپ کسی نوکر کو بھی بھجوا سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھولنا چاہا تو مجھے یکدم خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کوئی مصیبت آئی ہو یہ تین چیزیں میرے پاس تھیں ایک تلوار اور ایک تھیلی جس میں میرا ایک سال کا اندوختہ ہے اور یہ میری بیوی ہے جو خدمت کیلئے حاضر ہے کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو اور یہ دیر جو ہوئی ہے اس لئے ہوئی کہ تھیلی زمین میں دبائی ہوئی تھی اس کو نکالنے میں دیر لگ گئی اور تلوار اس لئے ساتھ لے لی کہ اگر جان کی ضرورت ہو تو میں جان پیش کرسکوں۔ اس امیر آدمی نے کہا کہ میرے دوست مجھے اس وقت کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی مصیبت اس وقت مجھے نہیں آئی بلکہ میں صرف اپنے بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ سچی دوستی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر سچی دوستی انسان کو اللہ تعالیٰ سے قائم کرنی چاہئے کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ جس طرح دوست کبھی مانتے ہیں اور کبھی منواتے ہیں اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس نے جو چیزیں ہماری راحت اور آرام کے لئے بنائی ہیں ہم ان کو استعمال کرتے ہیں آخر کس حق کے ماتحت ہم اتنی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور اگر کوئی ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اصل تعلق یہ ہے کہ عسر ہو اور یسر ہو دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے۔

پس وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آکر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں کی شہریت کا حق ملا ہے۔ پس ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کے آخر پر ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پس آج ہم جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا شخص اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عہد کر کے کھڑا ہونے والے شخص کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، آج ہم جو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اگر آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا ہے اور آنحضرتؐ کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اسلام اپنی نشاۃ ثانیہ کے دور میں داخل ہوا ہے، اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچے گا، اگر ہم نے آپ سے یہ عہد بیعت اس لئے کیا ہے کہ ہم آپ علیہ السلام کے کام میں آپ کے مددگار بنیں گے تو پھر ہمیں بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی ہم میں ہیں کم ہیں یا زیادہ آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آنا چاہئے اپنی محبت کے اظہار کرنے چاہئیں خدا تعالیٰ سے بھی اس کے رسول سے بھی اور اس کے مسیح سے بھی۔ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں اپنی وفاؤں کے معیار اونچے کرنے چاہئیں۔ اسی طرح ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے جس طرح وہ غریب دوست اپنے امیر دوست کے لئے تیار ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

کلام الامام

”ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالب دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses

Contact : 9815665277
Proprietor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 3 March 2016 Issue No. 9

MANAGER : NAWAB AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہو، اگر ہم تقویٰ اور خوف الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور پھر جب یہ صورت ہوگی تو فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 ؍فروری 2016ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں بہت سی باتیں لوگ لغو اور بلا وجہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ مذاق میں کسی کو کوئی لغو بات کہہ دیتے ہیں جس سے جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی باتیں مجلسوں میں کی جاتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں۔ بات برائے بات صرف کی جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی طنزیہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے کو تکلیف بھی پہنچتی ہے۔ یا ایسی بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا رہی ہوتیں، صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ لغو کے لغوی معنی فضول اور بے فائدہ گفتگو کے ہیں یا بغیر سوچے سمجھے بولنے کے ہیں۔ ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مؤمنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں۔

مؤمن کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ جب وہ کوئی لغو دیکھتا ہے تو اسکے پاس سے گزر جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں عورت عموماً لغویات کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ حضور پُرنور نے فرمایا: گو کہ آجکل مردوں کا بھی یہ حال ہے۔ مثلاً بلا وجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہیں کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے؟ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں یہ بھی لغویات ہی ہیں۔ یہ زیور کہاں سے بنوایا ہے؟ یہ باتیں ایسی ہیں جو صرف دُنیاداری کی باتیں ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں اور بعض دفعہ ساتھ بیٹھی ہوئی عورتوں پر اس کے برے اثرات بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ جب تک اسکی ساری ہسٹری معلوم نہ کر لے عورت کو چین نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے تنگ آ کر اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی ہے۔ اس نے کہا سوائے اس انگوٹھی کے کچھ نہیں بچا۔ ایک عورت نے پوچھا کہ بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی یہ تو بہت خوبصورت ہے تو وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم مجھ سے پہلے پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔ یہ عادت مردوں میں بھی ہے بلا وجہ کے سوال جواب کر لیتے ہیں۔ السلام علیکم کے بعد پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو کہاں جاؤ گے۔ آمدنی کیا ہے بھلا دوسرے کو اس معاملے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ مغربی قوموں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تو کہاں ملازم ہے؟ تعلیم کتنی ہے؟ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ وہ کریدنے کا خیال نہیں کرتے۔ پس لغو صرف ایسی چیز نہیں جو دوسرے کو نقصان پہنچانے والی ہو بلکہ ہر بے فائدہ بات لغو بات ہے۔ پس مؤمن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی گفتگو ہمیشہ بامقصد ہو اور ہر قسم کی لغویات سے پرہیز ہو۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک پیر کی حکایت بیان فرمائی جس میں پیر نے بادشاہ وقت کے سامنے عدم علم اور جہالت کی بنا پر ایک ایسی بات بیان کر دی جو حقیقت سے کوسوں دور تھی۔ اس حکایت کے بیان کرنے کے بعد حضور پُرنور نے نصیحت کرتے ہوئے ہمیں فرمایا کہ: ہر ایک مبلغ کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آداب گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی شرفاء کی مجلس میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ہر علم کی ابتدائی کتابیں پڑھ لینی چاہئیں۔ آجکل ہمارے مربیان سے موجودہ حالات کے متعلق سوال کئے جاتے ہیں لیکن چونکہ بعض مربیان اخبار وغیرہ باقاعدہ نہیں پڑھتے یا خبریں نہیں سنتے یا کسی معاملے کی گہرائی میں نہیں گئے ہوتے اس لئے بعض دفعہ جو دنیادار لوگ ہیں وہ پھر برا اثر بھی لے لیتے ہیں۔ اس لئے حالات حاضرہ سے واقفیت ضروری ہے اور جس مجلس میں جائیں اس کی واقفیت ضروری حاصل کر کے جانا چاہئے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص کے دو بیٹے تھے۔ چھوٹا بیٹا اپنا سارا مال لیکر گھر سے چلا گیا۔ عیش و عشرت میں جب سارا مال ختم ہو گیا اور وہ پریشان حال گھر لوٹا تو باپ نے اسے معاف کر دیا اور اسکی عزت بھی کی۔ اس حکایت کے بیان کرنے کے بعد حضور پُرنور نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پس جو شخص کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے جب وہ غلطی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جاتا ہے اسکے آگے جھکتا ہے اور اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے اور اعتراف کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ اس پر رحم کرتا ہے۔ پس ایک مؤمن کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپناتے ہوئے اپنے بھائیوں سے حسن سلوک کرنا چاہئے اگر وہ سچے دل سے معافی مانگنے آتے ہیں قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو ان سے صَرف نظر کرنی چاہئے اس کے ساتھ ہی ان کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔

انسان کا کردار ہر حالت میں مضبوط ہونا چاہئے یہ نہیں کہ کبھی اُدھر ہو گئے اور کبھی ادھر ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ اس کا ایک مصاحب تھا اس نے بینگن کی تعریف شروع کر دی۔ جتنی تعریفیں ہو سکتی تھیں ساری کی ساری گن گن کے بیان کر دیں۔ یہ باتیں سن کر راجہ کو شوق پیدا ہوا اور اس نے کچھ دن بینگن ہی کھانا شروع کر دیئے چونکہ بینگن گرم ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے حدت پیدا کی اور راجہ بیمار ہو گیا۔ راجہ نے ایک دن کہا بینگن بہت بری چیز ہے۔ اس پر اسی مصاحب نے اس کی برائیاں شروع کر دیں۔ کسی نے کہا کہ یہ کیا ہے کل تم تعریفیں کر رہے تھے آج اس کی برائیاں کر رہے ہو۔ کم از کم سچ تو بولا کرو تو کہنے لگا کہ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔ آجکل کی مسلمان دنیا میں عموماً یہی کچھ دیکھتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ہمیں پھر سبق سیکھنا چاہئے۔ کیریکٹر کے لحاظ سے کردار کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط کردار تو مسلمان کا ہونا چاہئے لیکن بدقسمتی سے سب سے زیادہ کردار کے لحاظ سے گرے ہوئے یہی لوگ ہیں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سچائی پر قائم ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو سامنے رکھ کر پھر اپنی رائے قائم کی جائے اور صحیح مشورہ دیا جائے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی حقیقت میں مسائل کا حل نکالتا ہے اور یہ تعلق تقویٰ سے بڑھتا ہے اور ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے ہمیں تو اس زندگی گزارنے کیلئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے اسی سے تعلق قائم کرنا ہے۔ ہماری کامیابی کبھی دنیاوی باتوں سے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہو اگر ہم تقویٰ اور خوف الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور پھر جب یہ صورت ہوگی تو فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش ہم نے کرنی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ جب ایک دنیادار کا دنیادار سے تعلق اُسے فائدہ پہنچا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کا تعلق تو اس سے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ کر نفع پہنچانے والا ہے۔ پس بندے کو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی چاہئے اس سے محبت کرنی چاہئے۔ ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے۔

ایک سچے مؤمن کی مثال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے مؤمن کی مثال سچے دوست سے دیتے تھے۔ آپ سنایا کرتے تھے کہ کوئی امیر آدمی تھا اس کے بیٹے کے کچھ اوباش آوارہ گرد لڑکے دوست تھے۔ باپ نے اسے سمجھایا کہ یہ لوگ تیرے سچے دوست نہیں ہیں محض لالچ کی وجہ سے تمہارے پاس آتے ہیں ورنہ ان میں سے کوئی بھی تمہارا وفادار نہیں ہے۔ مگر لڑکے نے اپنے باپ کو جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی سچا دوست شاید میسر نہیں آیا اسلئے آپ سب لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں۔ میرے دوست ایسے نہیں ہیں۔ وہ بہت وفادار ہیں اور میرے لئے جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ باپ نے پھر سمجھایا کہ سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ ساری عمر میں مجھے ایک ہی سچا دوست ملا ہے لیکن وہ لڑکا اپنی ضد پر قائم رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے گھر سے خرچ کے لئے کچھ رقم مانگی تو باپ نے جواب دیا کہ میں تمہارا خرچ برداشت نہیں کر سکتا تم اپنے دوستوں سے مانگو میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ دراصل اسکا باپ اس کیلئے موقع پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کا امتحان لے۔ جب باپ نے گھر سے جواب دے دیا اور تمام دوستوں کو اس کا علم ہو گیا تو انہوں نے اس کے پاس آنا جانا بند کر دیا اور میل ملاقات چھوڑ دی یہ لڑکا آخر تنگ آ کر خود ہی ان کو ملنے کے لئے گیا۔ جس دوست کے دروازے پر دستک دیتا وہ اندر سے ہی کہلا بھیجتا کہ وہ گھر میں نہیں ہے بیمار ہے یا نہیں مل سکتا۔ سارا دن اس نے چکر لگایا مگر کوئی دوست ملنے کے لئے باہر نہ آیا۔ آخر شام کو گھر واپس لوٹا۔ باپ نے پوچھا بتاؤ دوستوں نے کیا مدد کی۔ کہنے لگا سارے ہی حرام خور ہیں کسی نے کوئی بہانہ بنا لیا ہے اور کسی نے کوئی۔ باپ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ وفادار نہیں ہیں۔ اچھا ہوا تمہیں بھی تجربہ ہو گیا۔ اب آؤ میں تمہیں اپنے دوست سے ملاؤں۔ یہ باپ بیٹا اس کے مکان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کہ میں آتا ہوں کافی دیر ہو گئی دروازہ کھولنے کے لئے کوئی نہ آیا۔ لڑکے کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اس نے باپ سے کہا ابا جی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad